ماہنامہ

انصار اللہ

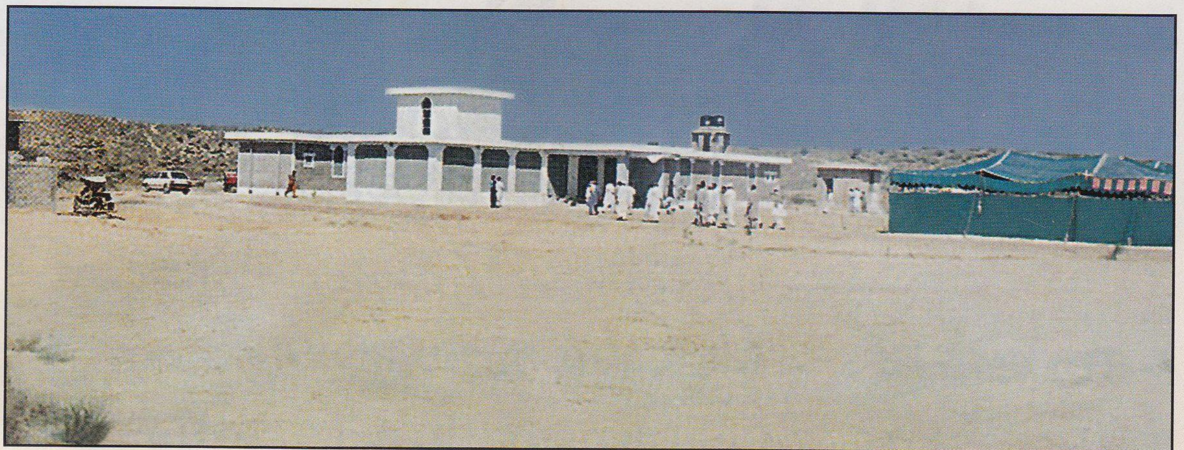
صادقاں را از خدا نورے عنایت می شود
عشق از یار ازل می تابد اندر رُوئے شاں
از پئے ہمدردیٔ دُنیا مصیبت مے کشند
خادماں بے اُجرت اند و پردہ پوشانِ جہاں
(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲)

(ترجمہ) صادقوں کو خدا کی طرف سے ایک نور ملتا ہے۔ اور اُس یار ازلی کا عشق اُن کے منہ پر چمکتا ہے۔ وہ دنیا کی ہمدردی کے لئے مصیبتیں اُٹھاتے ہیں بے تنخواہ کے نوکر ہیں اور دُنیا کے پردہ پوش

ایڈیٹر
نصر اللہ خاں ناصر

جولائی ۲۰۰۴ء

المھدی ہسپتال مٹھی ضلع تھرپارکر سندھ میں آئی یونٹ کی افتتاحی تقریب



المھدی ہسپتال مٹھی کی عمارت کا ایک خوبصورت منظر



محترم شیخ مظفر احمد صاحب (امیر جماعت احمدیہ فیصل آباد)

(نمائندہ حضور انور) مہمانوں کے ساتھ افتتاحی دُعا کرتے ہوئے

احمدی انصار کی تربیت کیلئے

ماھنامہ

انصار اللہ

ایڈیٹر: نصر اللہ خاں ناصر

وفا ۱۳۸۳ ہش - جولائی ۲۰۰۴ء

جلد نمبر..۴۹

شمارہ نمبر..۷

اس شمارہ میں

اداریہ صفحہ ۳

امام الکلام صفحہ ۵

کلام الامام صفحہ ۶

عربی منظوم کلام صفحہ ۷

فارسی منظوم کلام صفحہ ۸

حضرت مسیح موعودؑ سے عشق صفحہ ۹

ماخوذ از: سیرت حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے تبرکات صفحہ ۱۲

ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعود

عکس تحریر مسودہ سیرت المہدی صفحہ ۱۴

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اور کسر صلیب صفحہ ۱۵

تحریر: میاں عبدالقیوم صاحب ایم اے راولپنڈی

خلافت (نظم) از: عبدالسلام اسلام صاحب صفحہ ۱۹

انٹرنیٹ (Internet) کے مضر اثرات سے بچیں صفحہ ۲۰

مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد

بہاء اللہ اور دعویٰ مسیحیت صفحہ ۲۱

تحریر: مولانا کرامت اللہ خادم صاحب

غزل از: ضیاء اللہ مبشر صاحب صفحہ ۲۵

سچائی نیکیوں کا منبع صفحہ ۲۶

از: ہمایوں طاہر احمد صاحب وقف جدید

پیشہ تجارت کی اہمیت وفضیلت صفحہ ۳۰

از: قیصر محمود صاحب جامعہ احمدیہ

نظم از: خالد محمود کینیڈا صفحہ ۳۴

حاصل مطالعہ: ''بین الاقوامی برادری کے سامنے'' صفحہ ۳۵

از: منور احمد صاحب ''بی ٹی'' گلاسگو سکاٹ لینڈ

المہدی ہسپتال میں Eye Unit کی افتتاحی تقریب صفحہ ۳۶

اخبار مجالس صفحہ ۳۸

نتیجہ امتحان انصار اللہ سہ ماہی اوّل ۲۰۰۴ء صفحہ ۳۹

پبلشر: عبدالمنان کوثر

پرنٹر: سلطان احمد ڈوگر

مطبع: ضیاء الاسلام پریس

مقام اشاعت: دفتر انصار اللہ

دارالصدر جنوبی ربوہ (چناب نگر)

شرح چندہ: (پاکستان)

سالانہ............ایک سو روپیہ

قیمت فی پرچہ......دس روپے

اداریہ

جلسہ سالانہ

اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا عظیم الشان نشان

جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ ایک عظیم الشان روحانی اجتماع ہے جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے اذن اور ہدایت سے حضرت مسیح موعودؑ (بانی سلسلہ احمدیہ) کے ذریعہ رکھی گئی۔ پہلا جلسہ سالانہ ۲۷ردسمبر ۱۸۹۱ء کو قادیان دارالامان میں ہوا۔ حضرت اقدسؑ کے وفا شعار عشاق قادیان میں جمع ہوئے جہاں ایک مختصر تاریخی جلسہ سالانہ میں ۷۵ مخلصین نے شرکت کی۔ کیا خوش نصیب باوفاؤں کا وہ گروہ تھا جو کاروان احمدیت کا ہراول دستہ بنا اور مستقبل کے ایک عالمگیر روحانی اجتماع کے لئے مشعلِ راہ قرار پایا۔ پہلے جلسہ سالانہ کے بعد حضرت اقدسؑ نے ایک اشتہار میں یہ اطلاع دی کہ آئندہ ہر سال یہ جلسہ سالانہ ۲۷-۲۸-۲۹ردسمبر کی تاریخوں میں مرکز احمدیت میں منعقد ہوا کرے گا۔ چنانچہ اس زمانہ سے یہ جلسہ جماعت احمدیہ کی ایک اہم دینی اور روحانی تقریب قرار پایا جو خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا ایک عظیم الشان نشان اور اس کی تائید و نصرت اور احمدیت کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ کی عظمت کے بارہ میں فرمایا:

> ''اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ...... پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے۔ جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔''

(اشتہار ۷ردسمبر ۱۸۹۲ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۳۴۱)

خدائے قادر مطلق کے اذن سے جلسہ سالانہ کی بنیاد کسی ایک مقام یا ملک کے لئے نہ تھی بلکہ اس امر الٰہی میں عالمگیریت تھی۔ اگر کہیں ایک آدھ مرتبہ روحانی برکات سے معمور جلسہ کی تقریب نہ ہوسکی تو دنیا کے مختلف بلاد و امصار میں سینکڑوں جلسہ ہائے سالانہ کا انعقاد ہوا اور قادیان کی مقدس بستی میں منعقد ہونے والا جلسہ سالانہ کا نظام وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا۔ گمنام قریہ سے اٹھنے والی آواز اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے نامساعد حالات میں بھی قادیان اور دارالہجرت ربوہ میں اور پھر مشرق و مغرب کے مرغزاروں، ریگزاروں، جزائر اور غیر متمدن تاریک علاقے بھی اس آسمانی نور سے منور ہوئے۔ مخالف

ومعاند ہواؤں کے باوصف آب زلال کے شیریں چشمہ سے بنی نوع انسان متمتع ہوئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس عظیم الشان نشان کے مقاصد عالیہ اور وسیع برکات کا ذکر اپنی کتاب آسمانی فیصلہ میں یوں فرمایا۔

- ''......تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آ جانا چاہئے۔''
- ''اس جلسہ میں حقائق اور معارف کے سننے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔''
- ''......ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور بدرگاہِ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے۔''
- ''......ہر سال جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ......اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور رُوشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودّد تعارف ترقی پذیر ہوگا۔
- ''تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزّت جلّ شانہٗ کوشش کی جائے گی۔'' (روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۹۵)

حضرت اقدسؑ شہادت القرآن میں فرماتے ہیں۔

- ''......دل تو چاہتا ہے کہ مبائعین محض للہ سفر کر کے آویں اور میری صحبت میں رہیں اور کچھ تبدیلی پیدا کر کے جائیں۔'' (ایضاً)

نیز فرمایا۔

- ''تکمیل علمی کے بعد تکمیل عملی کی ضرورت ہے اور تکمیل عملی بدوں تکمیل علمی کے محال ہے اور جب تک یہاں آ کر نہیں رہتے تکمیل علمی مشکل ہے۔'' (الحکم ۱۷ ستمبر ۱۹۰۱ء)
- حضرت اقدسؑ نے ایک غرض یہ بیان فرمائی۔ ''جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی۔'' (آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۵۲)

یہ عظیم الشان مقاصد اور برکاتِ جلسہ ہیں جن کا مختصراً ذکر کیا گیا ہے۔ ان مقاصد کے پورا ہونے سے تمام انسانیت مستفیض ہوسکتی ہے جس سے عالمگیر محبت و اخوت اور امن و سلامتی قائم ہوگی۔ اور یہی مقصد آسمانی ہدایت اور دین حق کی تعلیم کا ہے۔ جماعت احمدیہ کے نشریاتی ذرائع دنیائے احمدیت کے سینکڑوں اخبار و جرائد، الیکٹرانک میڈیا ایم ٹی اے ('MTA' International) اس محبت، اخوت و وحدت اور سلامتی کا عملی ثبوت پیش کر رہے ہیں۔ اور اسی غرض کے لئے عشاق احمدیت آنے والے دنوں میں اپنے امام ومطاع کے فیض صحبت کے لئے انگلستان میں جمع ہو کر روح پرور معارف سنیں گے اور مژدۂ نو بہار کا منظر دیکھیں گے۔ انشاء اللہ العزیز

حضرت مسیح موعودؑ کے پوتے، صدر مجلس تحریک جدید، وکیل اعلیٰ وصدر مجلس انصاراللہ

حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی وفات

جماعت احمدیہ عالمگیر کو یہ انتہائی افسوسناک اطلاع ہو چکی ہے کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے جلیل القدر پوتے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی...... کے فرزندارجمند حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب ۲۱رجون ۲۰۰۴ء کو بعمر ۹۰ سال وفات پا گئے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب ۹رمئی ۱۹۱۴ء کو حضرت امِ ناصر محمودہ بیگم صاحبہ بنت حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشیدالدین صاحب کے بطن سے پیدا ہوئے (جو حضرت اقدس کے مخلص رفقاء میں سے تھے) حضرت صاحبزادہ صاحب نے ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی۔ اس کے بعد مدرسہ احمدیہ میں مولوی فاضل کی تعلیم پائی اور پنجاب یونیورسٹی سے اعلیٰ اعزاز کے ساتھ امتحان پاس کیا۔ بعدازاں پنجاب یونیورسٹی سے ہی گریجوایشن کر کے اپنی زندگی خدمت دین کے لئے وقف کر دی۔ آپ نے تحریک جدید میں مختلف شعبہ جات میں خدماتِ سلسلہ کی توفیق پائی۔ بحیثیت وکیل التبشیر، وکیل الدیوان، وکیل الاعلیٰ اور صدر مجلس تحریک جدید آپ کی خدمات نمایاں تھیں۔ مجلس انصاراللہ (مرکزیہ) کے صدر بھی رہے۔ وکیل التبشیر کے طور پر کئی ممالک میں مشن ہاؤسز اور بیوت الذکر کی تعمیرات کے تاریخی امور سرانجام دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو گہری علمی اور فکری صلاحیتیں عطا کی تھیں۔ آپ جلسہ سالانہ اور اجتماعات میں خطاب فرماتے رہے۔ تقریر و تحریر میں نہایت اعلیٰ درجہ کا فلسفیانہ انداز تھا۔ بڑی مدلل اور دلنشین پیرایے میں گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ آپ کا مفکرانہ انداز، مخاطب کو متاثر کرتا۔ آپ ایک بااصول اور حسین کردار اور اوصاف کے مالک تھے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے ۱۹۶۱ء تا ۱۹۷۳ء اور یورپین ممالک، امریکہ، ملائیشیا، افریقہ کے مختلف ممالک، ایران، ترکی اور چین کے دورے کئے۔ آپ نے چین کی معاشرت کا بڑی گہری نظر سے مطالعہ کیا اور ان کے قومی اخلاق و عادات کو دین حق کے قریب پایا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی بیگم محترمہ صاحبزادی آمنہ طیبہ صاحبہ حضرت مسیح موعودؑ کی نواسی حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اور حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب کی صاحبزادی تھیں آپ کی اولاد میں دو بیٹے محترم صاحبزادہ مرزا مجیب احمد صاحب اور محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا خالد تسلیم احمد صاحب آئی سپیشلسٹ ربوہ اور ایک بیٹی محترمہ صاحبزادی امۃ الباقی عائشہ صاحبہ اہلیہ محترم ظفر نذیر احمد صاحب ٹورانٹو (کینیڈا) ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت صاحبزادہ صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کے درجات بلند فرماتا رہے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

ادارہ ماہنامہ انصاراللہ حضرت صاحبزادہ کے انتقال پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ، آپ کے صاحبزادگان اور صاحبزادی اور سب اعزّ و اقارب اور عالمگیر جماعت احمدیہ سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی باقیات الصالحات کو ہمیشہ قائم و دائم رکھے۔ آمین۔

امام الکلام

مخلوق خدا سے ہمدردی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام مخلوق خدا سے ہمدردی کی تعلیم دیتے ہوئے فرماتے ہیں:-

''......تم خدمت اور عبادت میں لگے رہو- تمہاری تمام کوشش اسی میں مصروف ہونی چاہیئے کہ تم خدا کے تمام احکام کے پابند ہو جاؤ اور یقین میں ترقی چاہو- نجات کے لئے نہ الہام نمائی کے لئے ،قرآن شریف نے تمہارے لئے بہت پاک احکام لکھے ہیں...... قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ ہر ایک جگہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ وہ کہتا ہے- جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا فَمَنْ عَفَا وَ اَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ یعنی بدی کا بدلہ اُسی قدر بدی ہے جو کی گئی- لیکن جو شخص عفو کرے اور گناہ بخش دے اور اس عفو سے کوئی اصلاح پیدا ہوتی ہو نہ کوئی خرابی- تو خدا اس سے راضی ہے- اور اسے اس کا بدلہ دے گا- پس قرآن کے رُو سے نہ ہر ایک جگہ انتقام محمود ہے اور نہ ہر یک جگہ عفو قابلِ تعریف ہے- بلکہ محل شناسی کرنی چاہئے- اور چاہئے کہ انتقام اور عفو کی سیرت بپابندی محل اور مصلحت ہو- نہ بے قیدی کے رنگ میں- یہی قرآن کا مطلب ہے- اور قرآن انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ اپنے دشمنوں سے پیار کرو- بلکہ وہ کہتا ہے کہ چاہئے کہ نفسانی رنگ میں تیرا کوئی بھی دشمن نہ ہو اور تیری ہمدردی ہر ایک کے لئے عام ہو- مگر جو تیرے خدا کا دشمن- تیرے رسول کا دشمن اور کتاب اللہ کا دشمن ہے وُہی تیرا دشمن ہوگا- سو تُو ایسوں کو بھی دعوت اور دُعا سے محروم نہ رکھ- اور چاہئے کہ تُو اُن کے اعمال سے دشمنی رکھے نہ اُن کی ذات سے- اور کوشش کرے کہ وہ درست ہو جائیں- اور اس بارے میں فرماتا ہے- اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی یعنی خدا تم سے کیا چاہتا ہے- پس یہی کہ تم تمام نوع انسان سے عدل کے ساتھ پیش آیا کرو- پھر اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ اُن سے بھی نیکی کرو جنہوں نے تم سے کوئی نیکی نہیں کی- پھر اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ تم مخلوقِ خدا سے ایسی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ کہ گویا تم اُن کے حقیقی رشتہ دار ہو- جیسا کہ مائیں اپنے بچّوں سے پیش آتی ہیں- کیونکہ احسان میں ایک خود نمائی کا مادہ بھی مخفی ہوتا ہے- اور احسان کرنے والا کبھی اپنے احسان کو جتلا بھی دیتا ہے- لیکن وہ جو ماں کی طرح طبعی جوش سے نیکی کرتا ہے- وہ کبھی خود نمائی نہیں کر سکتا- پس آخری درجہ نیکیوں کا طبعی جوش ہے جو ماں کی طرح ہو-......''

(کشتی نوح- روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۸-۳۰)

کلام الامام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ...... فرماتے ہیں:-

''آپؐ دعا میں بھی نہایت محتاط تھے اور کبھی ایسی دعا نہ کرتے جو یکطرفہ ہو بلکہ ایسی ہی دعا کرتے جس میں تمام پہلو مدنظر رکھے جائیں جیسا کہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ کَانَ اَکْثَرُ دُعَاءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (بخاری کتاب الدعوات قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم اٰتنا فی الدنیا حسنة) یعنی نبی کریمؐ اکثر اوقات یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ ہمیں اس دنیا میں بھی نیکی اور بھلائی دے اور آخرت میں بھی نیکی اور بھلائی عنایت فرما اور عذاب نار سے ہمیں محفوظ رکھ- اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں آپ کی اس دعا کا ذکر فرمایا ہے- فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا وَ مَالَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرہ:۲۰۱-۲۰۲) یعنی لوگوں میں سے کچھ تو ایسے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کرتے ہیں کہ الٰہی اس دنیا کا مال ہمیں مل جائے اور ایسے لوگوں کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں- اور کچھ ایسے ہیں جو کہتے ہیں اے رب اس دنیا کی بھلائی بھی ہمیں پہنچا اور آخرت کی نیکی بھی ہمیں پہنچا اور آگ کے عذاب سے ہمیں محفوظ رکھ-

اب اس دعا پر غور کرنے سے پتہ لگ سکتا ہے کہ آپؐ کس قدر احتیاط سے کام فرماتے تھے- عام طور پر انسان کا قاعدہ ہے کہ جو مصیبت پڑی ہوئی ہو اسی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور دوسرے تمام امور کو اپنے ذہن سے نکال دیتا ہے اور ایک ہی طرف کا ہو رہتا ہے اور اس وجہ سے اکثر دیکھا گیا بہت سے لوگ حق و حکمت کی شاہراہ سے بھٹک کر کہیں کے کہیں نکل جاتے ہیں اور سچائی سے محروم ہو جاتے ہیں- لیکن آنحضرتؐ ایسے کامل انسان تھے کہ آپؐ مصائب سے گھبرا کر ایک ہی طرف متوجہ نہ ہو جاتے تھے بلکہ ہر وقت کل ضروریات پر آپؐ کی نظر رہتی تھی- اور اس دعا سے ہی آپ کے اس کمال پر کافی روشنی پڑ جاتی ہے کیونکہ آپؐ صرف دنیا کے مصائب اور مشکلات کو مدنظر نہ رکھتے تھے بلکہ جب دنیاوی مشکلات کے حل کرنے کے لئے اپنے مولا سے فریاد کرتے تو ساتھ ہی مابعد الموت کی جو ضروریات ہیں ان کے لئے بھی امداد طلب کرتے- اور جب قیامت کے دل ہلا دینے والے نظاروں کو اپنی آنکھوں کے سامنے لا کر خدا تعالیٰ کی نصرت کے لئے درخواست کرتے تو ساتھ ہی اس دنیا کی مشکلات کے دور کرنے کے لئے بھی جو مزرعۂ آخرت ہے التجا کرتے اور کسی مشکل یا تکلیف کو حقیر نہ جانتے بلکہ نہایت احتیاط سے دنیاوی اور دینی ترقیوں کے لئے بغیر کسی ایک کی طرف سے غافل ہونے کے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے رہتے-

(سیرۃ النبیؐ از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود- صفحہ ۱۰۷-۱۰۸)

عربی منظوم کلام

فَیَاطَالِبَ الْعِرْفَانِ خُذْ ذَیْلَ شَرْعِہٖ　　　وَدَعْ کُلَّ مَتْبُوْعٍ بِھٰذَا الْمُقْتَدیٰ

اے معرفتِ الٰہی کے طالب! اس کی شریعت کا دامن پکڑ لے اور اس پیشوا کے مقابلہ میں ہر پیشوا کو چھوڑ دے

یُزَکِّیْ قُلُوْبَ النَّاسِ مِنْ کُلِّ ظُلْمَۃٍ　　　وَمَنْ جَاءَہٗ صِدْقًا فَنَوَّرَہُ الْھُدیٰ

وہ لوگوں کے دلوں کو ہر تاریکی سے پاک کر دیتا ہے اور جو بھی اس کے پاس صدق سے آئے تو اسے (اس کی) ہدایت منور کر دیتی ہے۔

لَہٗ طَلْعَۃٌ یَجْلُوْ الظَّلَامَ شُعَاعُھَا　　　ذُکَاءٌ مُّنِیْرٌ بُرْجُہٗ کَانَ بُرْجُدَا

آپ کا نورانی چہرہ ایسا ہے کہ اس کی شعاع تاریکی کو دور کر دیتی ہے۔ وہ روشن آفتاب ہے جس کا برج کمبل تھا (جسے آپ اوڑھے ہوئے تھے)

لَہٗ دَرَجَاتٌ لَّیْسَ فِیْھَا مُشَارِکٌ　　　شَفِیْعٌ یُّزَکِّیْنَا وَ یُدْنِی الْمُبَعَّدَا

آپ کو ایسے درجات حاصل ہیں جن میں آپ کا کوئی شریک نہیں۔ وہ شفیع ہے۔ ہمیں پاک کرتا ہے اور دور شخص کو قریب کر دیتا ہے

وَمَا ھُوَ اِلَّا نَائِبُ اللّٰہِ فِی الْوَریٰ　　　وَفَاقَ جَمِیْعًا رَحْمَۃً وَّ تَوَدُّدَا

اور وہ تو مخلوق میں صرف اللہ کا نائب ہے اور رحمت اور محبت میں وہ سب سے بڑھ گیا ہے۔

فَوَجْہُ الْمَدِیْنَۃِ صَارَ مِنْہُ مُنَوَّرًا　　　وَبَارَکَ حُرَّ الرَّمْلِ وَطْئًا وَّ قِرْدَدَا

مدینہ کا چہرہ آپ کی وجہ سے منوّر ہو گیا اور آپ نے اپنے چلنے پھرنے سے برکت دی خالص ریتلی زمین اور پتھریلی زمین کو بھی۔

حَفَا فِیْ جَنَانِیْ نُوَّرَا مِنْ ضِیَائِہٖ　　　فَاَصْبَحْتُ ذَافَھْمٍ سَلِیْمٍ وَّ ذَالْھُدیٰ

میرے دل کے دونوں گوشے آپ کی روشنی سے منوّر ہو گئے تب میں صاحبِ فہمِ سلیم اور ہدایت یافتہ ہو گیا۔

وَاَرْسَلَنِیْ رَبِّیْ لِتَائِیْدِ دِیْنِہٖ　　　فَجِئْتُ لِھٰذَا الْقَرْنِ عَبْدًا مُجَدِّدَا

اور میرے رب نے مجھے اپنے دین کی تائید کے لئے بھیجا پس میں اس صدی کے لئے ایک عبدِ مجدّد بن کر آیا ہوں۔

(کرامات الصادقین، روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۹۱-۹۲)

فارسی منظوم کلام

از نورِ پاک قرآن صبح صفا دمیده
بر غنچہ ہائے دِلہا بادِ صبا وزیده

قرآن کے پاک نور سے روشن صبح نمودار ہوگئی اور دلوں کے غنچوں پر بادِ صبا چلنے لگی

ایں روشنی و لمعاں شمس الضحیٰ ندارد
وایں دلبری و خوبی کس در قمر ندیده

ایسی روشنی اور چمک تو دوپہر کے سورج میں بھی نہیں اور ایسی کشش اور حُسن تو کسی چاندنی میں بھی نہیں

یوسف بقعرِ چاہے محبوس ماند تنہا
وایں یوسفے کہ تنہا از چاه برکشیده

یوسف تو ایک کنوئیں کی تہ میں اکیلا گراتھا مگر اس یوسف نے بہت سے لوگوں کو کنویں میں سے نکالا ہے

از مشرقِ معانی صدہا دقائق آورد
قدِّ ہلال نازک زاں نازکی خمیده

حقائق کے منبع سے یہ سینکڑوں باریکیاں اپنے ساتھ لایا ہے، نازک ہلال کی کمر اُن حقائق کی باریکیوں کو دیکھ کر جُھک گئی ہے

کیفیّتِ علُومش دانی چہ شان دارد
شہدیست آسمانی از وحیِ حق چکیده

اس کے علوم کی حقیقت تجھے خبر بھی ہے کہ کس شان کی ہے؟ وہ تو ایک آسمانی شہد ہے جو خدا کی وحی سے ٹپکا ہے

آں نیّرِ صداقت چوں رُو بعالم آورد
ہر بُوم شب پرستے در کُنجِ خود خزیده

یہ سچائی کا سورج جب اس دنیا میں ظاہر ہوا تو رات کے پجاری اُلّو اپنے اپنے کونوں میں جاگھسے

اَے کانِ دلربائی دانم کہ از کُجائی
تو نُورِ آں خدائی کیں خلق آفریده

اَے حُسن کی کان میں جانتا ہوں کہ تُو کس سے تعلق رکھتا ہے تُو تو اُس خدا کا نُور ہے جس نے یہ مخلوقات پیدا کی ہے

مَیلم نماند باکس محبوبِ من تُوئی بس
زیرا کہ زاں فغاں رُس نُورت بما رسیده

مجھے کسی سے تعلق نہ رہا، اب تو ہی میرا معشوق کافی ہے کیونکہ اُس خدائے فریادرس کی طرف سے تیرا نُور ہم کو پہنچا ہے

(براہین احمدیہ حصہ سوم حاشیہ صفحہ ۲۷۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عشق

ع ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کو غیر معمولی حافظہ عطا فرمایا تھا۔ حضرت مسیح موعود کی وفات کے وقت آپ کی عمر تقریباً سوا گیارہ سال تھی لیکن آپ کا حافظہ بلا کا، یادداشت پختہ اور مشاہدہ بے مثال تھا۔ آپ کو اپنے بچپن کی بے انتہا باتیں یاد تھیں۔ آپ کو حضرت اقدس مسیح موعود سے عشق کی حد تک محبت تھی......

آپ نے حضرت مسیح موعود کی وہ تمام باتیں جن سے آپ کی سیرت کے بیشمار پہلو سامنے آتے ہیں، کا ذخیرہ احباب جماعت کو دیا۔ گویا آپ امین تھیں حضرت اقدس کی باتوں کی اور آپ نے یہ امانت جماعت کو بحسن وخوبی سونپ دی۔ لجنہ اماء اللہ کے جلسہ سالانہ اجتماعات پر آپ ہمیشہ ''ذکر حبیب'' پر تقریر کرتیں۔ تقریر کرتے ہوئے معلوم ہوتا کہ آپ حضرت اقدس کے زمانے میں پہنچ گئی ہیں ان واقعات میں ڈوب کران کا بیان کرتیں۔...... جب تک آپ کی صحت رہی آپ خود تقریر فرماتیں طبیعت ناساز ہوتی تو آپ سٹیج پر بیٹھ جاتیں اور حضرت سیدہ چھوٹی آپا صاحبہ آپ کی تقریر پڑھتیں اور آپ محویت سے اس کو سنتیں۔

''ذکر حبیب'' کے موضوع پر اپنی تقاریر کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں ''مجھے ہمیشہ حجاب ہی رہا کہ میں کیا لکھ سکتی ہوں اور کیا کہہ سکتی ہوں مگر تھوڑا عرصہ ہوا مجھے ایک سیدزادی لڑکی جس نے میرے پاس پرورش پائی تھی کا خواب یاد آیا اور میں نے ارادہ کیا کہ اب اس عمر، آخر میں سہی، جو بھی اور جتنا بھی ہو سکے حسب توفیق کسی موقع پر کہہ ہی دیا کرو۔ شاید یہی مقبول بارگاہ الٰہی ہو جائے۔ مالیر کوٹلہ کا ۱۹۳۴ یا ۳۵ کا ذکر ہے اس لڑکی نے صبح اٹھ کر مجھے خواب سنایا کہ میں نے حضرت مسیح موعود کو خواب میں بڑی بیت (بیت اقصیٰ قادیان) میں دیکھا آپ وہاں کھڑے ہیں اور آپ دونوں بہن بھائی (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور میں) کو کہتے ہیں کہ (بیت) میں صفائی کرو۔ اس کو بہت تعجب ہوا کہ اور لوگوں کو نہیں کہا۔ آپ دونوں کو صفائی کا فرما رہے ہیں۔ (بیت) خواب میں جماعت ہوتی ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ اس خواب کا مطلب یہ ہے کہ ہر مرد اور ہر عورت، جماعت کی مع اپنے نفوس کے، روحانی اور ایمانی ترقی میں کوشاں رہے۔ خوابوں کے مطلب ظاہر کے علاوہ اکثر بہت وسعت رکھتے ہیں اس خواب کے یاد آ جانے پر، میں نے جھجک کو دور کر کے برائے نام سہی قلم اٹھانے کی نیت کر لی۔

(تاریخ لجنہ جلد سوم صفحہ ۲۷۱، ۲۷۲ خطاب بر موقع اجتماع ۱۹۶۴ء)

ایک اور مرتبہ جلسہ سالانہ پر ''ذکر حبیب'' پر تقریر کرتے ہوئے آپ نے یوں فرمایا

......میری بہنوں نے چاہا کہ میں حضرت مسیح موعود کے متعلق یعنی ''ذکر حبیب'' کے موضوع پر کچھ بیان کروں۔ اس

میں شک نہیں ہے کہ

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

یہ بہت پیارا مشغلہ ہے مگر پیشتر اس کے کہ میں کچھ کہوں یہ گوش گزار کر دینا چاہتی ہوں کہ میری عمر، حضرت مسیح موعود کے وصال کے وقت ۱۱ سال سے کچھ ہی زیادہ تھی اور اس عمر کی روایات اور واقعات جو یاد ہیں۔ بہر حال ایسے اہم اور باریک روحانی مذہبی نکات پر مشتمل نہیں ہو سکتے جن کی آپ اُمید رکھیں۔

میں اس وقت صرف چند معمولی (یعنی شاید آپ کے لئے معمولی) باتیں سناتی ہوں جو شائد آپ لوگوں کی نظر میں کچھ زیادہ اہمیت نہ رکھیں کیونکہ محض ذاتی ہیں مگر میرے لئے وہ ایک بیش بہا خزانہ اور بہت ہی محبوب یادیں ہیں، عمر بھر رہیں اور رہیں گی۔ میں اس احسان پر خدا تعالیٰ کا جتنا بھی شکر کروں کم ہے کہ مجھے حضرت مسیح موعود کی یاد اتنی صاف اور اتنی واضح رہی ہے کہ گویا آج بھی آپ کو سامنے دیکھ رہی ہوں آپ کی باتیں سن رہی ہوں آپ کی صورت آپ کے انداز، اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا بات کرنا لیٹے ہوئے ہونا۔ سوتے میں کروٹ لینا۔ کروٹ لیتے وقت وہ لبوں کی حرکت اور "**سبحان اللّٰہ وبحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم**" کی ہلکی ہلکی آواز میرے کانوں میں آ رہی ہے۔ غرض سب کچھ یاد ہے اور بہت وضاحت سے یاد ہے اور ہر یاد میرے دماغ میں ایک روشن نقش کی طرح موجود ہے۔ اس کی ظاہری وجہ یہ بھی ہے کہ میرے دل نے اسے بھولنے نہ دیا اور آپ کی جدائی کے بعد میرے تصور میں ہمیشہ وہ نقشے آتے رہے بہر حال یہ خدا تعالیٰ کا ہی خاص فضل ہے ورنہ اس عمر کی باتیں، بہت کم کوئی اس طرح یاد رکھتا ہے۔ پھر اتنا لمبا عرصہ زندگی کی مختلف الجھنوں میں گزر کر **فالحمد للّٰہ علی ذالک**۔"

(مصباح نومبر ۱۹۶۰ء صفحہ ۳۷)

اپنے بچپن کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں " حالانکہ پڑھنے میں بھی وقت گزرتا بڑا حصہ دن کا، اور پھر کھیلنا بھی، مگر جب بھی موقع ملتا میں ضرور وہ وقت حضرت مسیح موعود کے پاس گزارنا پسند کرتی کاش کہ اور زیادہ موقع ملتا، اکثر چھوٹی باتیں بھی آپ سے پوچھ لیتی تھی...... میری یادوں کا زمانہ، حضرت مسیح موعود کی نسبتاً کمزوری کا زمانہ تھا۔ اکثر چکروں کا دورہ ہوتا۔ مگر آپ کی انتھک محنت کی مثال نہیں ملتی باہر جانا ہے۔ نمازوں میں جانا ہے اس وقفہ میں آپ برابر تحریر کا کام کرتے رہتے، اتنی مصروفیت اتنے کام، پھر خدمت (دین) اور غم (دین) کا بار کاندھوں پر۔ اپنے مشن کی اہمیت کا اندازہ آپ سے بڑھ کر کس کو ہوگا۔ کام اور عاشق صادق کا کام۔ ایمان کامل، سچی لگن کا کام۔ یقین کامل کہ میں مقرر کردہ ہوں خدائے برتر کا۔ خود اپنے کو سب سے بڑھ کر حق الیقین ہے۔ پھر سوچنا چاہیے کہ کتنا بڑا کام ہوگا، جو باوجود اس امر پر ایمان کے، کہ میرا مولا میرا معین و نصیر ہے مگر جتنا ایمان ویقین اور جتنا عشق کا درجہ بڑا ہو، اتنا ہی احساس ذمہ داری اور لگن زیادہ ہوتی ہے مگر آپ تھے کہ دل میں یاد یار اور ہاتھ کار دوست میں۔ دماغ بھی اس تصور میں ہے ہر لحہ، پھر بھی اس کے مقرر کردہ انسانی حقوق و فرائض ہمیشہ احسن طریق سے بشاشت سے ادا فرمائے حضرت اماں جان کا انتہائی خیال ہے۔ ہر طرح (بے انتہا قدر تھی حضرت اماں جان کی

آپ کے دل میں) بچوں پر شفقت ان کی ناز برداری اپنے مہمانوں اپنے پروانوں کا جو گھر بار چھوڑ کر اکثر دنیا کے سارے رشتے توڑ کر۔ اس شمع فروزاں کے گرد جمع تھے۔ ہر ضرورت کا ہر وقت خیال رکھنا۔ سوچیں تو صاف نظر آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی خاص عطا کردہ روح کام کررہی تھی۔ سبھی کو وقت دیتے تھے۔ کوئی دوا مانگنے آ رہا ہے آپ کام کرتے کرتے دوا دے رہے ہیں حتیٰ کہ ہندو عورتیں بھی آ جاتیں۔ کوئی دوا مانگتی کوئی اپنے کاکے کے سر پر ہاتھ پھیرنے کو کہتی۔ کوئی کچھ اور کوئی کچھ۔ بہت کچھ یاد ہے کچھ لکھ چکی ہوں۔ میرا پلنگ بستر پاس بہت ہی قریب ہوتا تھا۔ اور اکثر میری آنکھ رات کو کھلتی۔ دیکھتی کہ آنکھیں بظاہر بند ہیں مگر لبوں پر **سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم** درود اور ذکر الٰہی جاری ہے مجھے پہچان ہوگئی تھی آپ کے لبوں کی حرکت پہچان لیتی اور ہلکی سی آواز بھی سن لیتی۔ سرہانے موم بتی کی روشنی رکھتے تھے۔ کئی بار دیکھا کہ اٹھے اور لکھا (جو الہام ہوتا۔ صبح ہمیں بھی پتہ لگ جاتا تھا) پھر لیٹ جاتے۔

ایک دن دوپہر کو کھانے سے قبل یا بعد میں ٹھیک یاد نہیں آپ حجرہ میں آرام فرما رہے تھے حضرت والدہ صاحبہ اس وقت باہر احمدی خواتین کے پاس تھیں۔ میں جا کر حضور کے پلنگ پر بیٹھ گئی۔ یہ بیوقوفی سمجھ لیں یا خوش قسمتی میں نے آپ کی پنڈلیوں پر دبانے کی نیت سے ہاتھ رکھ دیا۔ اس وقت آپ سیدھے لیٹے ہوئے تھے یکا یک ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی جو بیان میں نہیں آسکتی آپ کی پنڈلیاں تھر تھر کانپنے لگیں۔ چہرے پر ایک بہت خاص چمک اور سرخی۔ پیشانی پر پسینے کے قطرے اُبھرے۔ ہونٹ حرکت کرنے لگے جیسے کوئی غیر مرئی طاقت ان کو جنبش میں لا رہی ہے۔ نہ کسی تکلیف کی اور نہ کرب کی علامت تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ کسی طاقت کا آپ پر تصرف ہے۔ جو ایک خاص روحانی سلسلہ ہے۔ بالکل ایک نوزائیدہ بچے کی طرح چہرہ معصوم نظر آ رہا تھا۔ اس کیفیت کے بعد آپ نے آنکھیں کھولیں اور کاغذ پر لکھا اور مجھے کہا جاؤ اپنے نانا جان کو بلا لاؤ۔ (قریب تھے مل گئے اور اپنی اماں کو بھی بھاگ کر بلا لائی) آپ نے خاموشی سے وہ کاغذ نانا جان کی جانب بڑھا دیا۔ انہوں نے بلند آواز سے پڑھا۔ وہ یہ الہام تھا۔ ''زبردست نشانوں کے ساتھ ترقی ہوگی۔''

دن کے وقت یہ خاص الہام میں نے پوری الہامی کیفیت کے ساتھ دیکھا۔ جب نانا جان پڑھ چکے اور دہرایا گیا۔ پھر آپ نے خود دہرایا۔ ورنہ چند منٹ اس کے بعد آپ خاموش ہی رہے تھے۔ یہ مبارک الہام اور شاندار نزول کی کیفیت تھی جو میں نے دیکھی۔

تمام عالم کے طبیب سارے جہاں کے عالم اور سائنس داں اکٹھے ہو جائیں اور کہیں کہ یہ کیفیت ایک بیمار کی نعوذ باللہ ہو سکتی ہے۔ تو جنہوں نے اس قسم کی خاص کیفیت دیکھی اور آپ کو دیکھا۔ آپ کے کام دیکھے۔ خدا تعالیٰ کے فضل اور نصرت سے ان کے ایمان کو دنیا بھر مل کر بھی، ہرگز متزلزل نہیں کر سکتی.....'' (ذکر حبیب مصباح دسمبر ۱۹۷۲ء صفحہ ۱۹ تا ۲۱)

(ماخوذ از سیرت و سوانح حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ صفحہ ۱۱۲ تا ۱۱۵

مرسلہ: محمد سعید اختر صاحب دارالسلام لاہور)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے تبرکات

حضرت مولانا شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب...... سیرت حضرت مسیح موعودؑ جلد اوّل میں فرماتے ہیں:-

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام انگوٹھی پہنا کرتے تھے اور آپ نے تین قسم کی انگوٹھیاں تیار کرائی تھیں- ایک پر'' اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ'' کھدا ہوا تھا- یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے- دوسری انگوٹھی پر الہام ''غَرَسْتُ لَکَ بِیَدِیْ رَحْمَتِیْ وَقُدْرَتِیْ'' الخ درج تھا اور تیسری پر ''مولیٰ بس'' یہ حضرت صاحب کا الہام نہیں بلکہ یہ ایک خاص رویا سے تعلق رکھتا ہے جیسا کہ میں آگے چل کر انشاء اللہ اس کے متعلق بیان کروں گا-

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے اس انگوٹھی کے متعلق لکھا ہے کہ:-

''تیسری وہ جو آخری سالوں میں تیار ہوئی اور جو وفات کے وقت آپ کے ہاتھ میں تھی یہ انگوٹھی آپ نے خود تیار نہیں کروائی بلکہ کسی نے آپ سے عرض کیا کہ میں حضور کے واسطے ایک انگوٹھی تیار کرانا چاہتا ہوں اس پر کیا لکھواؤں حضور نے جواب دیا ''مولیٰ بس'' چنانچہ اس شخص نے یہ الفاظ لکھوا کر انگوٹھی آپ کے پیش کر دی- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے وقت ایک شخص نے یہ انگوٹھی آپ کے ہاتھ سے اتاری تھی پھر اس سے والدہ صاحبہ نے واپس لے لی- حضرت مسیح موعود کی وفات کے ایک عرصہ بعد والدہ صاحبہ نے ان تینوں انگوٹھیوں کے متعلق ہم تینوں بھائیوں کے لئے قرعہ ڈالا- اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ والی انگوٹھی بڑے بھائی صاحب یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے نام نکلی- غَرَسْتُ لَکَ بِیَدِیْ رَحْمَتِیْ وَقُدْرَتِیْ الخ والی خاکسار کے نام اور مولیٰ بس والی عزیزم میاں شریف احمد صاحب کے نام نکلی- ہمشیرگان کے حصہ میں دو اور اسی قسم کے تبرک آئے'' (سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ ۱۵)

پہلی انگوٹھی کس طرح تیار ہوئی: حضرت مسیح موعود کی یہ پہلی انگوٹھی حضرت مرزا غلام مرتضٰی خان صاحب مرحوم کی وفات کے بعد تیار ہوئی اور وہ ایک نشان ہے سیرت مسیح موعود کی پہلی جلد کے پہلے نمبر میں اس کے متعلق میں مفصل لکھ چکا ہوں-'' (حیات احمد جلد ا صفحہ ۱۰۸-۱۰۶) مختصر یہ ہے کہ مرزا صاحب قبلہ مرحوم کی وفات کے متعلق جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ الہام اطلاع دی تو آپ فرماتے ہیں کہ

''بموجب مقتضائے بشریت کے مجھے اس خبر کے سننے سے درد پہنچا اور چونکہ ہماری معاش کے اکثر وجوہ انہیں کی زندگی سے وابستہ تھے اور وہ سرکار انگریزی کی طرف سے پنشن پاتے تھے اور نیز ایک رقم کثیر انعام کی پاتے تھے جو ان کی حیات سے مشروط تھی اس لئے یہ خیال گذرا کہ ان کی وفات کے بعد کیا ہوگا اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ شاید تنگی اور تکلیف کے دن ہم پر آئیں گے اور یہ سارا خیال بجلی کی چمک کی طرح ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصہ میں دل میں گزر گیا تب اسی وقت غنودگی ہو کر یہ دوسرا الہام ہوا- اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ جب مجھ کو یہ الہام ہوا تو اسی وقت سے سمجھ لیا کہ خدا مجھے ضائع نہیں کرے گا تب میں نے ایک ہندو کھتری ملاوامل نام کو

جو ساکن قادیان ہے اور ابھی تک زندہ ہے وہ الہام لکھ کر دیا۔ اور سارا قصہ اس کو سنایا اور اس کو امرتسر بھیجا کہ تا حکیم مولوی محمد شریف کلانوری کی معرفت اس کو کسی نگینہ میں کھدوا کر لے آوے اور میں نے اس ہندو کو محض اسی غرض سے اختیار کیا کہ تا وہ اس عظیم الشان پیش گوئی کا گواہ ہو جاوے اور تا مولوی محمد شریف بھی گواہ ہو جاوے چنانچہ مولوی صاحب موصوف کے ذریعہ وہ انگشتری بصرف مبلغ پانچ روپیہ تیار ہو کر میرے پاس پہنچ گئی۔ جواب تک میرے پاس موجود ہے۔'' (اب حضرت خلیفۃ الثانی کے پاس ہے۔عرفانی) .....

مولیٰ بس والی انگوٹھی کی کیفیت: ۳۰ نومبر ۱۹۰۵ء کو حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی قادیان سے جانے والے تھے اور وہ مہمان خانہ جدید میں اترے ہوئے تھے۔ حضرت اقدس وہاں تشریف لائے اور سیٹھ صاحب کو مخاطب کر کے وہ الہامات سنائے جو ۲۹ نومبر ۱۹۰۵ء کی شب کو ہوئے تھے اور اسی سلسلہ میں تقریر فرماتے رہے دوران تقریر میں فرمایا:۔

''میرے ایک چچا صاحب فوت ہو گئے تھے (مرزا غلام محی الدین صاحب مراد ہیں۔ ایڈیٹر) عرصہ ہوا میں نے ایک مرتبہ ان کو عالم رؤیا میں دیکھا اور ان سے اس عالم کے حالات پوچھے کہ کس طرح انسان فوت ہوتا ہے اور کیا ہوتا ہے انہوں نے کہا کہ ''اس وقت عجیب نظارہ ہوتا ہے۔ جب انسان کا آخری وقت قریب آتا ہے تو دو فرشتے جو سفید پوش ہوتے ہیں سامنے آتے ہیں اور وہ کہتے آتے ہیں ''مولیٰ بس۔ مولیٰ بس'' فرمایا حقیقت میں ایسی حالت میں جب کوئی مفید وجود درمیان سے نکل جاتا ہے یہی لفظ مولیٰ بس موزوں ہوتا ہے'' اور پھر وہ قریب آ کر دونوں انگلیاں ناک کے آگے رکھ دیتے ہیں۔ اے روح جس راہ سے آئی تھی اسی راہ سے واپس نکل آ''

''فرمایا طبعی امور سے ثابت ہوتا ہے کہ ناک کی راہ سے روح داخل ہوتی ہے اسی راہ سے معلوم ہوا نکلتی ہے توریت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ نتھنوں کے ذریعہ زندگی کی روح پھونکی گئی'' (الحکم جلد ۹ مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۰۵ء)

یہ رؤیا مولیٰ بس والی انگشتری کے نقش کا ماخذ ہے چونکہ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کا مفہوم صحیح مولیٰ بس میں ہی ادا ہوتا تھا اس لئے زندگی کے آخری حصہ میں جب کسی نے انگشتری بنا کر پیش کرنے کے لئے عرض کیا تو آپ نے اس کو مولیٰ بس لکھ دیا اور یہی انگشتری آپ کی وفات کے وقت آپ کے ہاتھ میں تھی۔ کیسا عجیب معاملہ ہے کہ موت ہی کے نقشہ میں یہ مولیٰ بس سنایا اور دکھایا گیا تھا اور وفات کے وقت آپ کے ہاتھ میں یہ انگوٹھی تھی۔ آپ کو اپنے والد ماجد کی وفات پر خدا تعالیٰ نے اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کے پیارے اور تسلی بخش الفاظ میں مطمئن فرمایا تھا اور آپ نے اپنی وفات کے وقت اپنی اس انگشتری سے پچھلوں کو بتایا کہ مولیٰ بس۔ یہ ایک ذوقی بات ہے۔ حضرت کی اس تقریر میں سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب کو رخصت کے وقت خطاب کر کے فرمائی ان الفاظ پر غور کرو کہ فرمایا ''حقیقت میں جب کوئی مفید وجود درمیان سے نکل جاتا ہے یہی لفظ مولیٰ بس موزوں ہوتا ہے'' یہ کلمات اس وقت کوئی نہ سمجھ سکتا تھا کہ ایک نشان اور پیشگوئی کا رنگ رکھیں گے مگر واقعات نے بتایا کہ آپ کی انگشتری اس آخری وقت کے بعد یہ تسلی دے گی۔ بہر حال اس طرح پر یہ آخری اور تیسری انگشتری تیار ہوئی دوسری انگشتری آپ کے ایک الہام کو اپنے اندر رکھتی ہے۔''

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ ... از حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انگوٹھیوں کی تقسیم بذریعہ قرعہ اندازی



خاکسار مرزا بشیر احمد عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے پیچھے تین انگوٹھیاں چھوڑی تھیں جنکی حضور کی وفات کے بعد بذریعہ قرعہ اندازی تقسیم کی گئی۔ قرعہ کی پرچیوں کا چربہ اوپر درج ہے۔ ان پرچیوں میں الہام کی عبارت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے اور ہم تین بھائیوں کے نام حضرت ام المومنین اطال اللہ ظلہا کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں۔ میں نے مناسب سمجھا کہ ہر دو تحریروں کا چربہ محفوظ ہو جاوے

(مندرجہ بالا عکس سیرت المہدی حصہ چہارم کے مسودہ سے ہے)

حضرت بانیؑ سلسلہ عالیہ احمدیہ اور کسر صلیب

(قسط دوم)

تحریر: میاں عبدالقیوم صاحب ایم-اے، راولپنڈی

بنی اسرائیل میں لفظ خدا اور خدا کے بیٹے کا وہ مفہوم کیا ہے جسے خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مخالفین کے سامنے پیش فرمایا- حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے مشہور مناظرہ ''جنگ مقدس'' میں اسے بار بار پیش فرمایا لیکن عیسائی مناظر پادری عبداللہ آتھم صاحب اس کا کوئی اطمینان بخش جواب نہ دے سکے- حوالہ کے الفاظ یہ ہیں:-

''میں اور باپ ایک ہیں- یہودیوں نے اسے سنگسار کرنے کے لئے پھر پتھر اٹھائے یسوع نے انہیں جواب دیا کہ میں نے تم کو باپ کی طرف سے بہترے اچھے کام دکھائے ہیں- ان میں سے کس کام کے سبب سے مجھے سنگسار کرتے ہو- یہودیوں نے اسے جواب دیا کہ اچھے کام کے سبب نہیں بلکہ کفر کے سبب سے تجھے سنگسار کرتے ہیں اور اس لئے کہ تو آدمی ہو کر اپنے آپ کو خدا بناتا ہے- یسوع نے انہیں جواب دیا کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا ہے کہ میں نے کہا تم خدا ہو- جب کہ اس نے انہیں خدا کہا جن کے پاس خدا کا کلام آیا (اور کتاب مقدس کا باطل ہونا ممکن نہیں) آیا تم اس شخص سے جسے باپ نے مقدس کر کے دنیا میں بھیجا کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہے اس لئے کہ میں نے کہا میں خدا کا بیٹا ہوں-''

(یوحنا باب ۱۰ آیت ۳۶-۳۰)

یہاں بہت سے امور واضح ہو جاتے ہیں اول- یہ کہ یہودی حضرت عیسیٰ کو آدمی یقین کرتے ہیں جس کا کہ حضرت عیسیٰ انکار بھی نہیں کرتے- دوم یہودی شریعت ان لوگوں کو جن پر خدا کا کلام نازل ہوا ''خدا'' کے لفظ سے یاد کرتی ہے- حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ وہ خدا نہیں ہوتے- اس لفظ کو یہودی شریعت نہ صرف جائز رکھتی بلکہ اس کا متعدد بار استعمال کرتی ہے اور شریعت کا جھوٹا ہونا ناممکن ہے- اسے آپ کے مخالفین یہودی تسلیم کرتے ہیں- سوم اگر حضرت عیسیٰ اپنے آپ کو ''خدا'' کہتے تب بھی آپ آدمی ہی رہتے- اور اپنے آپ کو خدا کہنا شریعت کے لحاظ سے جائز ہوتا- لیکن اب تو حضرت عیسیٰ اپنے آپ کو ''خدا کا بیٹا'' کہتے ہیں- اس لئے یہ کفر کیسے ہو گیا-

یہ سوال بھی اٹھتا ہے کہ اگر حضرت واقعی حقیقتاً خدا کے بیٹے تھے تو انہیں اس اہم موقعہ پر علی الاعلان یہ کہنا چاہیئے تھا کہ میں واقعی خدا کا بیٹا ہوں- تم مجھ پر پتھر پھینک کر تو دیکھو میں ابن اللہ کی طاقت سے وہ پتھر تم پر ہی لوٹا دوں گا- بلکہ تم تباہ و برباد ہو جاؤ گے- لیکن وہ تو دفاعی رنگ اختیار کرتے ہیں اور خدا اور خدا کے بیٹے کے الفاظ کی تاویل کرتے ہیں- اور تاویل کے لئے انہیں کی شریعت کو پیش کرتے ہیں- یہاں ایک بہت اچھا موقعہ پیدا ہو گیا تھا جہاں حضرت عیسیٰؑ اپنے مقام اور درجہ کی کھل کر تبلیغ کرتے- کیا خدا کے نبی کبھی مداہنت سے بھی کام لیتے ہیں؟ وہ تو اللہ تعالیٰ کی تائید سے حق کو خوب واشگاف اور

غیر مبہم الفاظ میں بیان کر دیتے ہیں اور کسی لومۃ لائم کی ذرہ بھر پرواہ نہیں کرتے۔

یہ حوالہ اس بات پر یقینی اور قطعی دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰؑ خود خدا کے بیٹے کے لفظ سے خدا کا کوئی حقیقی بیٹا مراد نہیں لیتے بلکہ ابن آدم ہیں اور صرف لقب یا خطاب کے طور پر دوسرے بہت بزرگان کے ساتھ اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ تو وہ کفارہ بھی نہیں ہو سکتے اور موجودہ عیسائیت کی بنیاد ہی گر جاتی ہے دوسرا سوال یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعویٰ فرمایا تو عام لوگوں نے آپ کے دعویٰ سے کیا مراد لیا۔ متی میں ہے:۔

''جب یسوع قیصریہ فلپی کے علاقہ میں آیا تو اس نے اپنے شاگردوں سے یہ پوچھا کہ لوگ ابن آدم کو کیا کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بعض یوحنا بپتسمہ دینے والا کہتے ہیں بعض ایلیاہ بعض یرمیاہ یا نبیوں میں سے کوئی۔ اس نے ان سے کہا مگر تم مجھے کیا کہتے ہو۔ شمعون پطرس نے جواب دیا تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح۔'' (متی باب ۱۶ آیت ۱۳ تا ۱۷)

مرقس کی انجیل میں ہے:۔

''پھر یسوع اور اس کے شاگرد قیصریہ فلپی کے گاؤں میں چلے گئے اور راہ میں اس نے اپنے شاگردوں سے یہ پوچھا کہ لوگ مجھے کیا کہتے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ یوحنا بپتسمہ دینے والا اور بعض ایلیاہ اور بعض نبیوں میں سے کوئی۔ اس نے ان سے پوچھا لیکن تم مجھے کیا کہتے ہو؟ پطرس نے جواب دیا میں اس سے کہا تو مسیح ہے۔'' (مرقس باب ۸ آیت ۲۷ تا ۳۰)

لوقا میں لکھا ہے:۔

''جب وہ تنہائی میں دعا کر رہا تھا اور شاگرد اس کے پاس تھے تو ایسا ہوا کہ اس نے ان سے پوچھا کہ لوگ مجھے کیا کہتے ہیں انہوں نے جواب میں کہا یوحنا بپتسمہ دینے والا اور بعض ایلیاہ کہتے ہیں اور بعض یہ کہ قدیم نبیوں میں سے کوئی جی اٹھا ہے۔ اس نے ان سے کہا کہ لیکن تم مجھے کیا کہتے ہو پطرس نے جواب میں کہا کہ خدا کا مسیح'' (لوقا باب ۹ آیت ۱۸ تا ۲۰)

مندرجہ بالا تینوں حوالوں سے واضح ہے کہ اس وقت کے لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یوحنا بپتسمہ دینے والا۔ یا اہلیاہ۔ یا کوئی نبی۔ سمجھتے تھے۔ یہ باتیں حواری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اکیلے میں اس وقت بتاتے ہیں جب آپ ان سے خاص طور پر سوال کر کے پوچھتے ہیں کہ میری تبلیغ اور معجزات اور تعلیم سننے کے بعد عام لوگ مجھے کیا سمجھتے ہیں۔ اور جواب میں تین شخصیات کا نام لیا جاتا ہے۔ پہلا یوحنا، بپتسمہ دینے والا، دوسرا ایلیاہ، تیسرا نبیوں میں سے کوئی ایک۔ اور یہ تینوں انسان نبی ہیں۔ اگر حضرت عیسیٰؑ واقعی طور پر ابن اللہ ہوتے تو وہ اپنے حواریوں سے کہتے کہ افسوس ہے لوگ میرے دعویٰ سے ہی غافل ہیں۔

اور آپ حواریوں کو نصیحت فرماتے کہ جاؤ اور لوگوں کو میرے دعویٰ کا صحیح علم دو۔ اور خود بھی جہاں جاتے۔ خاص طور پر بڑے بڑے اجتماع میں اور ہیکل میں واضح طور پر اپنا دعویٰ بیان فرماتے کہ میں سچ مچ کا خدا کا بیٹا ہوں۔ محض ابن آدم نہیں ہوں۔

یہ عجیب ماجرا ہے- کہ جس قوم میں حضرت عیسیٰؑ مبعوث ہوتے ہیں ان کے عوام آپ کے دعویٰ سے ہی ناواقف ہیں- طُرفہ یہ کہ آپ کے حواری جو آپ کے دن رات کے ساتھی ہیں وہ بھی خدا کا حقیقی بیٹا نہیں کہتے- بلکہ مسیح کہتے ہیں- تو اب بتایئے آپ کے وہاں سے چلے جانے کے بعد ایک شخص اٹھتا ہے جو آپ کا شدید مخالف رہا ہے- وہ بیان کرتا ہے کہ آپ خدا کے حقیقی یا اکلوتے بیٹے ہیں وغیرہ وغیرہ- پھر اس کے اس دعویٰ کو کون سچا مان سکتا ہے- اگر عیسائیت حضرت عیسیٰ کے حواریوں کے بیانات پر استوار کی جاتی تو یہ تمام باتیں جو عقل سے دور ہیں- نبیوں کی تاریخ کے خلاف ہیں اور سنت اللہ کے خلاف ہیں کبھی اس طرح نہ پھیلتی اور صحیح عیسائیت غلبہ پا لیتی-

ان دلائل کے علاوہ ایک اہم بات غور کرنے والی یہ ہے کہ یہودیوں کی مخالفت کی وجہ سے جب حضرت عیسیٰ کو پیلاطُوس حاکم کی عدالت میں پیش کیا گیا تو پیلاطوس نے آپ کو گلیل جو کسی اور علاقہ میں سے خیال کر کے ہیرو ڈیس حاکم گلیل کے پاس بھجوا دیا- اور یہ ہیرو ڈیس حضرت عیسیٰ سے معجزات دیکھنے کا بہت خواہشمند تھا- اس وقت وہ آپ سے بہت سی باتیں دریافت کرتا ہے- لوقا میں ہے:-

''یہ سن کر پیلاطوس نے پوچھا کیا یہ آدمی گلیلی ہے اور یہ معلوم کر کے کہ ہیرو ڈیس کی عملداری کا ہے اسے ہیرو ڈیس کے پاس بھیجا کیونکہ وہ بھی ان دنوں یروشلم میں تھا ہیرو ڈیس یسوع کو دیکھ کر بہت خوش ہوا کیونکہ مدت سے اسے دیکھنے کا مشتاق تھا- اس لئے کہ اس کا حال سنا تھا اور اس کا کوئی معجزہ دیکھنے کا امیدوار تھا اور وہ اس سے بہتیری باتیں پوچھتا رہا مگر اس نے اُسے کچھ جواب نہ دیا اور سردار کاہن اور فقیہ کھڑے ہوئے زور شور سے اس پر الزام لگاتے رہے- پھر ہیرو ڈیس نے اپنے سپاہیوں سمیت اسے ذلیل کیا-'' (لوقا باب ۲۳ آیت ۶ تا ۱۱)

اس حوالہ سے انسان ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتا ہے حاکم علاقہ جو اسے موت کی سزا سنا سکتا ہے- حضرت عیسیٰ سے بہت باتیں کرتا رہا اور معجزات دیکھنے کا متمنی تھا- اس وقت بقول عیسائیوں کے اس ابن اللہ نے نہ کوئی معجزہ دکھایا اور نہ ہی اپنی صفائی میں کوئی دلائل پیش کئے- یہ اکلوتا بیٹا عدالت میں کھڑا ہے اور کسی قسم کا معجزہ دکھانے سے قاصر رہتا ہے یہ کس قسم کا بیٹا ہے- اگر یہ اتنا ہی کمزور نکلا تو اس کا باپ بھی ایسا ہی کمزور ہوگا- لیکن ہمارا خدا ہرگز ایسا نہیں- پوری کائنات کی بادشاہی اس کے ہاتھ میں ہے- اگر عیسائی صاحبان یہ کہیں کہ وہ ابن آدم ہے- تو موجودہ عیسائیت کی عمارت دھڑام سے گر جاتی ہے-

حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف انسان اور خدا کے پیارے نبی تھے اسی لئے آپ پر وہ تمام حالتیں وارد ہوئیں جو ان انسانوں پر وارد ہوتی ہیں جو خدا کی طرف سے حکم پا کر انسانوں کی اصلاح کے لئے آیا کرتے ہیں- ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ عیسائیوں نے ان میں وہ کونسی ایسی باتیں دیکھیں جو اور انبیاء میں نہیں- جہاں تک معجزات کا تعلق ہے تو بقول بائبل بہت سے بنی اسرائیل کے انبیاء نے ایسے معجزات دکھائے جو اپنے اعجاز میں حضرت عیسیٰؑ کے معجزات سے بڑھ کر ہیں- مثلاً یسعیاہ اور ایلیاء کے معجزات وغیرہ- ایلیاء نے بھی مرے ہوئے لوگوں کو زندہ کر دیا اور خود رتھ سمیت آسمان کی طرف پرواز

کر گئے۔ پھر اگر یہ کہا جائے کہ ان کے والد نہ تھے تو آدم کا نہ والد تھا نہ والدہ۔ اور عیسائیوں کے نزدیک ملک صدق سالم بے باپ بے ماں بے نسب ہے نہ اس کی عمر کا شروع نہ زندگی کا آخر۔ اور خدا کے بیٹے کے مشابہ ٹھہرا۔ (عبرانیوں ۲-۴ تا ۷) پھر جہاں تک فیض رسانی کا تعلق ہے۔ تو آپ نے اپنے فلسطین کے قیام میں بہت سے ماننے والے پیدا کئے اور ان میں سے بارہ کو منتخب کیا جو حواری اور رسول کہلاتے ہیں۔ ان میں سے بعض کو جنت کی چابیاں بھی دیں۔ لیکن جب امتحان کا وقت آیا اور حضرت عیسیٰؑ کو دشمن پکڑ کر لے گئے تو یہ چیدہ حواری حضرت عیسیٰؑ کو چھوڑ تتر بتر ہو گئے۔ پھر جہاں تعلیم کا سوال ہے ہم تسلیم کرتے ہیں کہ یہود جیسی سخت دل قوم کو نرم کرنے کے لئے یہ اچھی تعلیم تھی۔ لیکن خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ تعلیم مکمل نہ تھی۔ اور پیشگوئی فرماتے ہیں کہ یہودی اس مکمل تعلیم کی برداشت نہیں کر سکتے ہاں جب روح حق آئے گا تو مکمل تعلیم دے گا۔ اب بتائیے آپ نہ معجزات میں، نہ تعلیم میں اور نہ فیض رسانی میں باقی انبیاء کے بالمقابل کوئی ایسا مقام حاصل کر کے جو آپ کو ان گزرے ہوئے انبیاء سے بالکل ممتاز کر دے۔ تو وہ کس طرح عام انبیاء اور انسانوں سے بالا خدائی کا مقام حاصل کر گئے۔

اس کے بالمقابل جس ہستی نے محض ایک عاجز بندہ خدا ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس نے حضرت عیسیٰؑ کے مقابلہ میں ایسے معجزات دکھائے جو اپنی عظمت میں بلند اور اپنے اثر کے لحاظ سے قیامت تک وسیع ہیں۔ شق القمر۔ بیماروں کی شفا۔ کھانے میں برکت، کھارہ کوئیں کا میٹھا کر دینا، دشمنوں کی ذلت اور تباہی چند مثالیں ہیں۔ ان معجزات میں مخالف بادشاہوں کی ہلاکت اور حکومتوں کی تباہی اور اپنی فتح دونوں شامل ہیں۔ ایران کی سپر طاقت کے شہنشاہ نے یہودیوں کے اکسانے پر آپ کی گرفتاری کے احکام جاری کر دیئے۔ لیکن جب اس کے کارندے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرنے کے لئے پہنچے تو دوسرے دن آپ نے فرمایا میرے خدا نے آج رات تمہارے خدا کو مار دیا ہے۔ یہ تھی غیرت خداوندی جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر چڑھ کر ایلی ایلی لما سبقتانی کہتے رہ گئے۔ ایک بندہ کے لئے خدا کی غیرت ایک شہنشاہ کو اس کے اپنے بیٹے کے ذریعہ ہلاک کر دیتی ہے۔ اور دوسرے بقول عیسائیوں کے حقیقی ابن اللہ کو چند شریر یہودیوں کی انگیخت پر صلیب پر لٹکا دیا جاتا ہے۔

رسول عربی امی صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ایسا ہے کہ جو ایسا مقام رکھتا ہے کہ جس نے تعلیم دی تو مکمل اور تمام انسانوں کے لئے قیامت تک بہترین ضابطہ حیات اور جسے دنیا کی کوئی طاقت نہ تبدیل کر سکتی ہے نہ ضائع کر سکتی ہے اور جسے تمام انسان مل کر بھی اس جیسے اور نہیں بنا سکتے ہیں۔ پھر فیض رسانی میں کمال۔ آپ کے ماننے والوں نے آپ کی حفاظت میں اپنی جانیں بھیڑ بکریوں کی طرح قربان کر دیں۔ اُحد کا میدان دیکھو۔ صحابہ آپ کو چھوڑ چھاڑ کر بھاگ نہیں گئے ہیں بلکہ آپ کے گرداگرد آپ کی حفاظت میں کٹتے گرتے جا رہے ہیں۔ روحانی فیض دیکھو۔ آپ نے یہود سے سخت اہل عرب میں ایسا روحانی انقلاب پیدا کر دیا کہ فتح مکہ کے وقت دس ہزار قدوسی آپ کے جھنڈے تلے جمع ہیں اور اپنی وفات پر کئی لاکھ انسان آپ پر

(باقی صفحہ ۳۷ پر)

خلافت

وہ رشکِ ملائک یہی تاج ہے　　یہی آدمیّت کی معراج ہے
یہ نُورِ خُدا کی ہے جلوہ گری　　یہ تکوینِ کا نقطۂ محوی
نظامِ خِلافت ہے پائندہ تر　　اِسی سے یہ خاکی ہے تابندہ تر
جہاں میں یہ ہے اِک نشانِ خدا　　زُبان بشر، ترجمانِ خُدا
ازل سے ابد تک یہ اِعجاز ''قُم''　　یہی رُوحِ مردہ کو آواز ''قُم''
''عدوئے مُبیں'' اِس سے پامال ہے　　قبائے خِلافت تری ڈھال ہے
گھٹاؤں میں اِس کی نظر برق ریز　　یہ افواجِ باطِل کو حُکم ''گریز''
یہی کفر و الحاد کا توڑ ہے　　قوی ضرب دیتی جو منہ موڑ ہے
یہ ہے چشم گیتی میں تِل کی طرح　　یہ سِینۂ ہستی میں دِل کی طرح
شہی کا نہ جمہوریت کا ہے راج　　یہ دُونوں کا گویا حَسیں امتزاج
بظاہر یہ جمہور کا ساز ہے　　مگر قدرتِ حق کی آواز ہے
یہ زندہ تو زندہ ہے دینِ متیں　　یہ قدرت کے جلووں کا عکس حَسیں
اِسی سے ہے سرگرم پرواز تُو　　فرشتوں سے بڑھ کرفلک باز تُو

اگر پاسبانی ہے اِحساس ہے
سدا یہ امانت ترے پاس ہے

عبدالسلام اسلام

انٹرنیٹ (Internet) کے مضر اثرات سے بچیں

از: نظارت اصلاح وارشاد

اس وقت انٹرنیٹ اور ٹی وی کا غلط استعمال دنیا بھر میں بے پناہ مسائل پیدا کر رہا ہے جس سے نوجوان نسل کو بچانا از حد ضروری ہے۔ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مختلف مواقع پر والدین کو توجہ دلائی ہے کہ اس حوالے سے نئی نسل کی نگرانی کریں۔ انٹرنیٹ کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۳۰ جنوری ۲۰۰۴ء کے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا کہ متعدد بار انٹرنیٹ کے رابطوں کے بارے میں احتیاط کا کہہ چکا ہوں بعد میں پچھتانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے یہ باپوں کی بھی ذمہ داری ہے، یہ ماؤں کی بھی ذمہ داری ہے کہ انٹرنیٹ کے رابطوں کے بارے میں بچوں کو ہوشیار کریں۔

اس لئے درج ذیل امور پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔

- اگر گھر میں کمپیوٹر موجود ہے تو اسے بچے کے پرائیویٹ کمرے میں رکھنے کی بجائے کامن رومز میں رکھیں تا کہ آتے جاتے کمپیوٹر پر نظر پڑ سکے کہ بچہ کمپیوٹر کو کس کام کے لئے استعمال کر رہا ہے۔
- کوشش کریں کہ بچے انٹرنیٹ کلبز یا انٹرنیٹ کیفے میں نہ جائیں۔
- رات زیادہ دیر تک بچوں کو انٹرنیٹ اور کمپیوٹر استعمال کرنے سے روکنا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ رات گئے تک کمپیوٹر استعمال کرنے والے بچے یا تو انٹرنیٹ کا غلط استعمال کرتے ہیں یا پھر چیٹنگ کر کے اپنا وقت برباد کر رہے ہوتے ہیں۔

چیٹنگ کے حوالے سے حضور انور نے مورخہ ۳۰ راکتوبر ۲۰۰۳ء کو لجنہ U.K. کے اجتماع کے موقع پر فرمایا کہ:۔

''انٹرنیٹ پر رابطے نہیں ہونے چاہئیں۔ پیار سے سمجھائیں، آرام سے سمجھائیں .... خود بھی ہوش کریں ورنہ یاد رکھیں کہ احمدی ماؤں کی کوکھ سے نکلنے والے بچے آپ غیروں کی گود میں دے رہی ہوں گی، کیوں آپ لوگ اپنے پر اور اپنی نسلوں پر ظلم کر رہے ہیں۔''

اسی طرح ان دنوں سی ڈیز (C.D.) اور فلموں کی طرف بھی رجحان زیادہ بڑھ رہا ہے اس کی نگرانی کی بھی اشد ضرورت ہے۔ فلموں کے حوالے سے حضور انور نے ۳۰ جنوری ۲۰۰۴ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ:۔

''اس بارہ میں عورتوں اور مردوں دونوں کو یکساں احتیاط کی ضرورت ہے۔ دکانیں کھلی ہوئی ہیں، وہاں جا کر ویڈیو کیسٹس یا ویڈیو (C.D) لے آتے ہیں پھر یہ انتہائی بیہودہ اور لچر قسم کی فلمیں اور ڈرامے ہوتے ہوں گے .... اس کے بد نتائج سے لوگوں کو آگاہ کرتے رہنا چاہئے، سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ اس کا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ یہ چیزیں غلط راستوں کی طرف لے جاتی ہیں۔

اگر آپ اپنے بچوں کو ان لغویات سے بچا کر ان کا مستقبل روشن کرنا چاہتے ہیں تو پھر اس کا یہی حل ہے کہ انہیں پنجوقتہ نماز کا پابند بنا دیں کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نماز برائیوں اور بے حیائی سے روکتی ہے۔''

بہاء اللہ اور دعویٰ مسیحیت؟

تحریر: مولانا کرامت اللہ خادم صاحب

بہاء اللہ کی موت کے بعد بہائی قلمکار اسے ایسے مراتب پر فائز کرنے کی ناکام کوششیں کر رہے ہیں جو بہاء اللہ کے خواب و خیال میں بھی نہیں تھے۔ بہاء اللہ کی طرف منسوب ساری تحریرات پڑھ جائیں آپ کو ان مراتب کا ذکر تک نہیں ملے گا۔ مثلاً ''مسیح'' کا مقام اور مرتبہ ہے۔ بہاء اللہ نے اپنی ساری زندگی میں کبھی بھی اپنے آپ کو نہ ''مسیح'' کہا اور نہ کہلوایا اور نہ ہی اس کے کسی قریبی ساتھی نے ''مسیح موعود'' کے نام سے مخاطب کیا۔ بہاء اللہ دنیا کے سامنے اپنے آپ کو جس مقام اور مرتبہ پر پیش کر رہے تھے اس کے لئے ممکن نہ تھا کہ وہ اس دعویٰ کے مرتبہ کا مدعی ہوتے ہوئے اپنے آپ کو بطور ''مسیح موعود'' پیش کرے۔ کیونکہ ''مسیح موعود'' ہونا نبوت کے مراتب میں سے ہے۔ جب کہ وہ کہیں ارفع و اعلیٰ مقام ''الوہیت'' کے دعویدار تھے۔ اس کے لئے ممکن نہ تھا کہ ایک کمتر درجہ پر ''مسیح موعود'' ہونے کا دعویٰ کرتے مگر آج کا بہائی۔ بہاء اللہ کے اقوال کے برعکس اسے ''مسیح موعود'' بنانے پر مُصر ہے۔ ایک بہائی قلمکار لکھتا ہے۔

''حضرت بہاء اللہ پر پہلی وحی الٰہی ۱۸۵۲ء میں اتری پھر آپ نے اپنے مسیح ہونے کا کھلم کھلا اعلان بغداد کے باغ رضوان میں ۲۱/اپریل ۱۸۶۳ء کو ایک جلسہ عام میں فرمایا''

نیز لکھتا ہے۔

''ان تمام واقعات کی تفصیل تواریخ سے حاصل کی جاسکتی ہے'' (شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی کی پیشگوئیاں صفحہ ۱۵)

اس تحریر میں چار دعوے کرتا ہے۔(۱) بہاء اللہ کے مسیح ہونے کا (۲) کھلم کھلا اعلان (۳) ایک جلسہ عام میں (۴) ان تمام واقعات کی تفصیل تواریخ سے حاصل کی جاسکتی ہے

یہ چاروں دعوے سوائے جھوٹ اور عوام کو دھوکا دینے کی کوشش کے اور کچھ نہیں۔ بہائیوں کا دیگر لٹریچر اس پر گواہ ہے۔ عبدالبہاء کا جانشین بہائیوں کے ولی امراللہ شوقی آفندی اس بہائی کے بالکل مخالف یہ لکھتے ہیں۔

''افسوس اس تاریخی اعلان کے متعلق ہمیں بہت ہی کم واقعات معلوم ہوسکے۔ حضرت بہاء اللہ نے اس موقع پر کیا الفاظ ارشاد فرمائے۔ آپ کے اعلان کا طور طریقہ کیا تھا۔ اس کا ردعمل کیا ہوا مرزا یحییٰ پر اس کا کیا اثر ہوا اور جن لوگوں کو ان کلمات مبارکہ کی سماعت کا شرف حاصل ہوا وہ کون کون لوگ تھے۔ یہ تمام واقعات تاریکی میں ہیں اور آئندہ کے مورخین کے لئے اس تاریکی کے پردہ کو چاک کرنا بہت دشوار ہوگا۔'' (قرن بدیع صفحہ ۲۰۷)

قارئین کرام ذرا غور فرمائیے۔ بقول شوقی آفندی ○ مزعومہ اعلان کے الفاظ کیا تھے؟ ○ یہ اعلان کس طرح کیا گیا؟ ○ یہ اعلان کن لوگوں کے سامنے ہوا؟ ○ اس اعلان کی تفاصیل؟

یہ امور کوئی نہیں جانتا۔

اب ان حقائق کے ہوتے ہوئے اگر آج کا بہائی یہ کہتا ہے۔

’’آپ نے اپنے مسیح ہونے کا کھلم کھلا اعلان بغداد کے باغ رضوان میں ۲۱/اپریل ۱۸۶۳ء کو ایک جلسہ عام میں فرمایا ان تمام واقعات کی تفاصیل تواریخ سے حاصل کی جاسکتی ہے‘‘

اس جھوٹ اور فریب میں کیا شک ہوسکتا ہے۔ بہائی جماعت کے ولی امراللہ تو یہ کہتے ہیں کہ اس اعلان کی تمام تفاصیل تاریکی میں ہیں۔ مگر آج کے یہ قلمکار عوام کو یہ فریب دے رہا ہے کہ ان تمام واقعات کی تفاصیل تواریخ سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔ ’’من چہ می سرائیم و تنبورہ من چہ می سراید‘‘ شاید اسی قسم کی صورت حال کے متعلق کہا گیا ہے۔

۱۹۹۲ء میں بہائیوں نے ایک کتاب ’’حضرت بہاء اللہ‘‘ شائع کی جس میں لکھا ہے۔ ’’اپریل ۱۸۶۳ء کے اواخر میں قسطنطنیہ کی طرف روانگی کے موقع پر حضرت بہاء اللہ نے چند مومنین کو اس باغ میں جمع کیا...... اور انہیں اپنے مشن کی حقیقت سے آگاہ فرمایا اگلے چار برسوں میں اگر چہ اس دعویٰ کا عمومی اعلان کرنا مناسب خیال نہ کیا گیا‘‘ (صفحہ ۱۵)

قارئین کرام! لیجئے ایک اور گواہی مل گئی کہ ۲۱/اپریل ۱۸۶۳ء کو کوئی کھلم کھلا اعلان نہیں کیا گیا بلکہ اگلے چار برسوں تک اس دعویٰ کا عمومی اعلان کرنا بھی مناسب نہ سمجھا بلکہ اس کے برعکس اتنی سخت خاموشی اور راز داری برتی گئی کہ ذہنوں سے اعلان کے الفاظ، اعلان کی تفاصیل، اعلان سننے والے مومنین کے نام سب کچھ محو ہو گیا پھر اسی کتاب میں لکھا ہے۔

’’اس دور کے واقعات سے براہ راست واقفیت رکھنے والے ایک مستند شخصیت کے الفاظ میں اس محدود اعلان کے حالات کی صحیح تفصیل پردۂ راز میں ہے۔‘‘ (صفحہ ۱۵)

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس دور کے حالات سے براہ راست واقفیت رکھنے والی مستند شخصیت نے خود ان واقعات کی صحیح تفاصیل کیوں بیان نہیں کیں۔ چونکہ ان کی شخصیت مستند تھی اس لئے ان کے بیان کردہ واقعات بھی یقیناً مستند ہوتے اس نے براہ راست واقفیت رکھنے کے باوجود صحیح تفاصیل سے پردہ کیوں نہیں اٹھایا۔ اعلان محدود تھا اس کے الفاظ بیان کر دیتے کم از کم بہاء اللہ کے دعویٰ کرنے کا ہی ذکر کر دیتے۔ وہ شخصیت اتنے اہم تاریخی اہمیت رکھنے والے واقعہ کے متعلق خاموش رہنے پر کیوں مجبور ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مستند شخصیت اگر اصل اور صحیح واقعات بیان کر دیتی تو اس وقت تک بہائی کتب میں اس واقعہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا سب ضائع اور رائیگاں جاتا اور بہائیوں کو سوائے ندامت اور رسوائی کے کچھ حاصل نہ ہوتا۔

بہر حال ۲۱/اپریل ۱۸۶۳ء کے دن کوئی اعلان...... نہ محدود نہ کھلم کھلا نہیں کیا گیا یہ بعد کا تراشیدہ افسانہ ہے۔ اگر کچھ ہوا ہے تو صرف میرزا یحییٰ کے خلاف ایک سازش پر عمل کرنے کا فیصلہ ہوا۔ اسی لئے ولی امراللہ شوقی آفندی صاحب کو یہ فکر لاحق رہی کہ ’’مرزا یحییٰ پر اس کا کیا اثر ہوا۔‘‘

۲۱/اپریل کے بعد کے واقعات سے میرزا یحییٰ کس طرح متاثر ہوا بہائی کتب سے اس کا بخوبی علم ہو جاتا ہے۔

شوقی آفندی صاحب ۱۸۶۱ء تا ۱۸۶۸ء کے دور کے متعلق لکھتے ہیں:

''حضرت بہاء اللہ کی جانفشانیوں (درحقیقت مرزا یحییٰ کے خلاف سازشوں۔ ناقل) کی دوبارہ ابتداء اور آپ کے مظہریت کی ماموریت کے اعلان کے درمیان سات سال کا عرصہ گزرا۔''

''اگر ہم یہ کہیں تو مبالغہ نہ ہوگا کہ اسی زمانہ میں بابی جماعت کے نشأۃ ثانیہ کی صورت میں بہائی جماعت پیدا ہوگئی۔''

(قرن بدیع صفحہ ۱۷۵)

بابی جماعت کے اندر بہائی تفرقہ کی پیدائش کی اصل حقیقت کو وہی لوگ بخوبی جانتے ہیں جنہوں نے ایران اور ترکی کی اس زمانہ کی سیاسی شکست وریخت کا مطالعہ کیا ہو اور نیز وہ میرزا حسین علی المعروف بہاء اللہ اور میرزا یحییٰ المعروف صبح ازل کی باہمی رقابت ومخالفت سے آگاہ ہو۔

- اس زمانہ میں ایران روس کے بھاری قرضوں کے بوجھ تلے دبا ہوا تھا۔ اس کے کئی علاقے روس کے قبضہ میں چلے گئے تھے۔ باقی ماندہ ایران میں سیاسی خلفشار اور اندرونی بغاوتیں ملک کی داخلی صورت حال کو سنگین بنائے ہوئے تھیں۔
- یورپ کی تمام حکومتیں ترکی کی سلطنت عثمانیہ کے خلاف منصوبے بنا رہی تھیں۔ خاص طور پر عربوں کو سلطنت عثمانیہ کے خلاف بغاوت پر تیار کر رہی تھیں اس غرض کے لئے عربوں میں غداروں کی تلاش کے لئے اسلامی ناموں والے لوگوں کی ضرورت تھی۔ بہاء اللہ ایران کے ایک سیاسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ جن کے ایک طرف روسی حکومت سے مضبوط روابط تھے تو دوسری طرف مسلم سرکردہ افراد سے بھی قریبی تعلقات استوار تھے۔ چنانچہ بغداد اور پھر عکہ میں قیام کے دوران جو سرکردہ سیاسی لوگ بہاء اللہ کی ملاقات کے لئے آتے رہے۔ عربوں کی بغاوت اور خود مختاری کی لڑائیوں کے بعد وہ سلطنت عثمانیہ کے باغیوں کی صف میں نظر آتے ہیں۔ انہی خدمات کے پیش نظر روس کی مالی مدد نے بہاء اللہ کو میرزا یحییٰ کی نسبت بہت آسانیاں اور سہولتیں مہیا کر دیں تھیں باوجودیکہ ایران میں جائیدادیں ضبط ہو چکی تھیں مگر بہاء اللہ نے فلسطین میں جائیدادیں خریدیں۔ شاندار عمارتیں تعمیر کروائیں اس کے برعکس میرزا یحییٰ قبرص میں کس مپرسی اور غربت میں فوت ہوتے ہیں۔ بہر حال قیام بغداد کے پہلے اور دوسرے دور میں بہاء اللہ کے دماغ پر ''باب'' کا جانشین بننے کا خبط سوار ہوگیا۔ اس نے باب کے وصی اور جانشین کی موجودگی میں اس کے خلاف سازشوں اور کارروائیوں کا آغاز کر دیا۔
- ایڈورڈ براؤن نے مقدمہ نقطۃ الکاف میں بہاء اللہ کی ان عامیانہ حرکتوں کا تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

''در اواخر اوقات اقامت حضرات در بغداد بقول مصنف ہشت بہشت کم کم بعض آثار تجدد ومساہلہ در وجنات احوال بہاء اللہ مشہود وگردید بعضی از قدماء بابیہ از قبیل ملا جعفر نراقی، وملا رجب علی قاہر، وحاجی سید محمد اصفہانی وحاجی سید جواد کربلائی و حاجی مرزا احمد کاتب ومتولی باشی قمی وحاجی میرزا محمد رضا وغیرہ ہم از مشاہدہ این احوال گشتہ بہاء اللہ را تہدید نمود

''بہاء اللہ کہ از دیرگاہی ہمہ کارہ صبح ازل ومعنی مدبر حقیقی امور بابیہ او دادا گر رسماً ریاست با صبح ازل بود خود جداً بخیال

دعویٰ ایں مقام افتاد مخصوصاً آقا میرزا آقا جان کاشی کہ بعدھا کاتب ایات او وملقب بجناب خادم اللہ گردید او را بشدت در این خیال ترغیب وتحریص می کرد و آثار این ادعا روز بروز بر صفحات احوال بہاء اللہ ظاہر تر میشد'' (صفحہ م)

درہمیں اوقات اقامت بابیہ درادرنہ بود کہ بہاء اللہ از روی کار برداشتہ وخیال مکنون خود را کہ بلاشک دیر گاہی بود اسبابش را فراہم آوردہ وطریق را ممہد کردہ بود بمعرض شہود نہاد و آشکار ادعویٰ من یظہرہ اللہ نمود'' (صفحہ ما)

''بہائیان برای رفع این اشکال با تمام قوی سعی کردند کہ وجود شخص صبح ازل را حتّی الامکان تجاہل و نعامی نمایند و کتب و اسناد ے را کہ دلالت بروصایت بلاشبہ اومی نمود محوکنند'' (صفحہ مد)

(ترجمہ) ان لوگوں کے بغداد میں قیام کے دوران بقول مصنف ہشت بہشت کچھ نئے خیالات بہاء اللہ میں نرمی اور جدت دیکھی گئی۔ بعض پرانے بابی مثلاً ملا جعفر نراقی وملا رجب علی قاہر وحاجی سید محمد اصفہانی وحاجی سید جواد کربلائی وحاجی مرزا احمد کاتب ومتولی ہاشمی قمی وحاجی میرزا محمد رضا وغیرہ نے حالات کا مشاہدہ کر کے بہاء اللہ کو فہمائش کی۔ بہاء اللہ جو کہ ہمیشہ صبح ازل کو جو کہ بابی امور کا راہنما تھا اگر چہ صبح ازل کو قیادت رسمی تھی خود اس نے اپنے خیال میں اپنے راہنما ہونے کا دعویٰ کر دیا خاص طور پر میرزا آقا جان کاشانی جو کہ کاتب آیات تھا۔ خادم اللہ کا لقب ملا تھا اس نے بہاء اللہ کو اس کے دعویٰ کی ترغیب دی ۔اور اس دعویٰ کے آثار دن بدن بہاء اللہ پر ظاہر ہونے لگے۔ جب بابی ادرنہ میں قیام پذیر تھے بہاء اللہ نے اپنی چھپی ہوئی خواہش کو ظاہر کر دیا۔ اس طرح ادرنہ میں بابیوں کے قیام کے دوران بہاء اللہ کی اس خواہش کے پورا ہونے اسباب مہیا ہو گئے اور اس نے کھلم کھلا دعویٰ مَنْ یُظْهِرُهُ اللهُ کر دیا۔ بہائیوں نے اس مشکل کو دور کرنے کے لئے اپنی ساری قوت کے ساتھ کوشش کی حتیٰ کہ صبح ازل کے وجود سے ہی انکار اور لاعلمی کا اظہار کرتے اور کتب اور تحریریں جو اس کے وحی ہونے پر دلالت کرتی تھیں انہیں ضائع کر دیا۔

مندرجہ بالا پیراگرافس کی روشنی میں شوقی آفندی کی اس تحریر کو پھر ذہن میں لائیے۔

''اگر ہم یہ کہیں تو مبالغہ نہ ہوگا کہ اسی زمانہ میں بابی جماعت کے نشأۃ ثانیہ کی صورت میں بہائی جماعت پیدا ہوگئی''

(قرن بدیع)

بہاء اللہ کے ''مشن'' کی ساری اصلیت سامنے آجاتی ہے۔ کتنی عامیانہ کوشش اور شرافت واخلاق سے گری ہوئی حرکت ہے کہ انسان ایک شخص کو خدا کی طرف سے مامور مہدی، قائم آل محمد اور باب یقین کرے پھر اس کی تحریرات میں تحریف کرے یا انہیں ضائع کر کے ایک شخص کو امام کا جانشین اور وصی قبول کرے پھر در پردہ اسی کے خلاف سازشیں کرے اور منصوبے بنائے۔ مگر بہاء اللہ جیسی فطرت کے لوگوں سے ایسا کرنا کچھ بعید نہیں تھا۔ واقعہ بدشت ہو یا قلعہ طبرسی نیریز اور زنجان کی بغاوتیں ہوں۔ شاہ ایران پر قاتلانہ حملہ ہو یا مرزا یحییٰ (صبح ازل) کے خلاف سازشیں سب میں پس پردہ بہاء اللہ کا ملوث ہونا تاریخ کے صفحات میں ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو گیا ہے۔ (باقی صفحہ ۴۷ پر)

○

اَے مکینِ دل تجھے ہجر کا میں گلہ کروں، نہ خدا کرے
تیرے سارے درد سمیٹ لوں میں خدا کرے، ہاں خدا کرے

تیری چاہتیں، میری خواہشیں، تیری قربتیں، مری منزلیں
مری جان، جانِ عظیم ہو ترے پاؤں میں جو فنا کرے

وہی عمر عمرِ عزیز ہے، جو ترے قدم کی کنیز ہے
وہی زندگی تو امر ہوئی جو تیرے حضور وفا کرے

میں مریض غم ترے غم کا ہوں مرے دل میں تیرا ہی درد ہے
ہوں ترے قرار کا ملتجی، مرا مولا تجھ کو عطا کرے

اَے مرے امامِ خدا نما، اَے مرے حضور مرے مطاع!
مری ایک ہی تجھے عرض ہے کہ مرے لئے تو دعا کرے

تجھے ہی خدا نے عطا کیا ہے مقامِ چارا گر زماں
''مرے درد کی جو دوا کرے''''تو ہی'' ایسا شخص ہوا کرے

جو کبھی مجھے یہ کہے خدا کہ بتا تری کیا ہے آرزو
ترا دردِ اُس سے میں مانگ لوں تجھے ہر خوشی وہ عطا کرے

ضیاءاللہ مبشر

سچائی نیکیوں کا منبع

از: ہمایوں طاہر احمد صاحب (وقفِ جدید)

سچائی ایک ایسا اہم خلق ہے جس پر اخلاقیات کی بلند و بالا عمارت کھڑی ہے اگر یہ بنیاد کمزور ہو تو یہ عمارت چند لمحوں میں گر جائے۔ اس خلق کے بغیر انسان ہر گناہ پر تیار ہو جاتا ہے کیونکہ وہ جھوٹ کو بت بنا لیتا اور سمجھتا ہے کہ جھوٹ مجھے بچا لے گا اسی لئے خدا تعالیٰ نے جہاں یہ فرمایا کہ بتوں کی پلیدگی سے بچو وہاں یہ بھی فرمایا کہ جھوٹ سے بچو۔ گویا خدا نے جھوٹ اور بت کو ایک ساتھ ہی رکھا۔ مومنوں کے لئے قول سدید کی تعلیم ہے۔

(ترجمہ) ''اے مومنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور وہ بات کہو جو پیچدار نہ ہو (بلکہ سچی ہو) (اگر تم ایسا کرو گے) تو اللہ تمہارے اعمال کو درست کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف فرما دے گا۔'' (سورۃ احزاب آیت: ۷۱)

حضرت مسیح موعودؑ اس آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں:

''زبان کو صدق و صواب پر قائم رکھنے کے لئے تاکید فرمائی اور کہا ''قُوْلُوْا قَوْلاً سَدِیْدًا: الجز ۲۳'' یعنی وہ بات مونہہ پر لاؤ جو بالکل راست اور نہایت معقولیت میں ہو اور لغو اور فضول اور جھوٹ کا اس میں سرِ مو دخل نہ ہو۔''

(براہین احمدیہ صفحہ ۱۹۳ روحانی خزائن جلد ۱)

اس آیت میں سچ کی دو برکتیں بتائی گئی ہیں:۔ (۱) اعمال کی اصلاح (۲) گناہوں کی بخشش اور یہ دونوں چیزیں کسی بھی آدمی کی روحانیت میں ترقی کے لئے بہت ضروری ہیں اور یہ سچ کی برکت ہے جس کی وجہ سے گناہ بھی ختم ہوتے جاتے ہیں اور تقویٰ میں بھی ترقی ہوتی رہتی ہے۔

ایک حدیث میں صدق کو نیکی میں ترقی اور کذب کو ہلاکت کا موجب بتایا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''اِنَّ الصِّدْقَ یَهْدِیْ اِلَی الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ یَهْدِیْ اِلَی الْجَنَّةِ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَصْدُقُ حَتّٰی یُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّیْقًا، وَاِنَّ الْكَذِبَ یَهْدِیْ اِلَی الْفُجُوْرِ وَاَنَّ الْفُجُوْرَ یَهْدِیْ اِلَی النَّارِ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَكْذِبُ حَتّٰی یُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا'' (متفق علیه ریاض الصالحین اردو جلد اوّل صفحه ۸۷)

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً سچائی نیکی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ آدمی سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے اللہ کے ہاں بہت سچا لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ نافرمانی کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور نافرمانی جہنم کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی یقیناً جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ

کے ہاں اسے جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

اس حدیث میں صدیق کی تعریف فرمادی گئی ہے کہ صدیق وہ ہوتا ہے جس کے اقوال اور اعمال میں سچائی کامل طور پر داخل ہو جاتی ہے اور اس میں سے جھوٹ کی سب تاریکی نکل جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بتوں کی پرستش اور جھوٹ کو ساتھ ساتھ رکھا ہے۔ ”فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ“ (حج آیت : ۳۱) یعنی تم بت پرستی کی پلیدگی سے بچو اور جھوٹ سے بھی بچو۔ گویا خدا تعالیٰ کی نظر میں یہ دونوں پلیدیاں ایک جیسی ہیں۔

اسوۂ رسولﷺ: (۱) حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن کے دوست تھے۔ انہوں نے جب آپؐ کے دعویٰ کے بارے میں سُنا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصرار کے باوجود کوئی دلیل نہیں چاہی کیونکہ زندگی بھر کا مشاہدہ یہی تھا کہ آپ ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۲ صفحہ ۶۴ ادار الکتب الدیلمیہ بیروت)

(۲) سچوں کی گواہی دینے پر اپنے اور بیگانے تو کیا دشمن بھی مجبور ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ابوجہل سے بڑھ کر کون تھا؟ مگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برملا کہا کرتا تھا کہ ہم تجھے جھوٹا نہیں کہتے بلکہ اس تعلیم کی تکذیب کرتے ہیں جو تو لے کر آیا ہے۔ (ترمذی ابواب التفسیر سورۃ الانعام)

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور جانی دشمن نضر بن حارث تھا جو آپؐ کے قتل کے منصوبے میں بھی شامل تھا۔ کفار کی ایک مجلس میں جب کسی نے یہ مشورہ دیا کہ ہمیں محمدؐ کے بارے میں یہ مشہور کرنا چاہئے کہ یہ جھوٹا ہے تو نضر بن حارث سے رہا نہ گیا وہ بے اختیار کہہ اٹھا کہ دیکھو محمدؐ تمہارے درمیان جوان ہوا۔ اس کے اخلاق پسندیدہ تھے۔ وہ تم میں سے سب سے زیادہ سچا اور امین تھا۔ پھر جب وہ ادھیڑ عمر کو پہنچا اور اپنی تعلیم تمہارے سامنے پیش کرنے لگا تو تم نے کہا جھوٹا ہے۔ خدا کی قسم! یہ بات کوئی نہ مانے گا کہ وہ جھوٹا ہے۔ وہ ہرگز جھوٹا نہیں۔ (سیرت ابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۳۲۰ مصری)

حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”سچائی اختیار کرو۔ سچائی اختیار کرو کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ تمہارے دل کیسے ہیں۔“ (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۴۹)

”فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹ سے بھی کہ وہ بت سے کم نہیں۔ جو چیز قبلہ حق سے تمہارا منہ پھیرتی ہے وہی تمہاری راہ میں بت ہے۔ سچی گواہی دو اگرچہ تمہارے باپوں یا بھائیوں یا دوستوں پر ہو۔ چاہئے کہ کوئی عداوت بھی تمہیں انصاف سے مانع نہ ہو“ (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۵۰)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا پاکیزہ نمونہ: حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ایک مقدمہ میں فریق مخالف نے موقعہ پا کر میری گواہی لکھا دی۔ ”مقدمہ ایک ہندو منصف کے پاس تھا۔ جس کا اب نام یاد نہیں رہا۔ مگر ایک پاؤں سے وہ لنگڑا بھی تھا۔ اس وقت سلطان احمد کا وکیل میرے پاس آیا کہ اب وقت پیشی مقدمہ ہے۔ آپ کیا اظہار دیں گے۔ میں نے کہا کہ وہ

اظہار دوں گا جو واقعی امر اور سچ ہے۔ تب اس نے کہا کہ پھر آپ کے کچہری جانے کی کیا ضرورت ہے۔ میں جاتا ہوں۔ تا مقدمہ سے دستبردار ہو جاؤ سو وہ مقدمہ میں نے اپنے ہاتھوں سے محض رعایت صدق کی وجہ سے آپ خراب کیا اور راست گوئی کو ابتغاء لمرضات اللہ مقدم رکھ کر مالی نقصان کو ہیچ سمجھا۔'' (حیات احمد از حضرت مولانا شیخ یعقوب علی عرفانی صفحہ ۱۲۵)

○ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی...... فرماتے ہیں:

''سچائیاں مادیات پر غالب ہوتی ہیں۔ ایک وقت میں سچائی سب سے کمزور نظر آتی ہے۔ لیکن آخر وہ سب چیزوں پر غالب ہو کر رہتی ہے۔ اگر لوگ اس نکتہ کو سمجھیں۔ تو مادی اشیاء کو صداقتوں پر کبھی ترجیح نہ دیں۔'' (تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ ۹۵)

نیز فرماتے ہیں: ''اخلاق کی مضبوطی کے لئے جن امور کی ضرورت ہے ان میں اول راست بازی ہے۔ قومی عمارت میں جس مصالح کی ضرورت ہے وہ انفرادی اصلاح ہے اور پہلی اینٹ راست بازی ہے اس سے اعتماد پیدا ہوتا ہے اور جس قدر اعتماد مضبوط ہوگا اس قدر قوم میں اعلیٰ اخلاق اور معاملات کی عمدگی پیدا ہوگی۔'' (انوار العلوم جلد ۱۰ صفحہ ۱۶)

نیز فرمایا: ''پس التزام کرو کہ ہرگز جھوٹ نہ بولو۔ اس پر ہرگز عمل نہ کرو کہ ''دروغ مصلحت آمیز بہ از راست فتنہ انگیز'' یہ غلط ہے کہ سچ سے فتنہ پیدا ہوتا ہے۔ سچ اگر مصیبت کے وقت نہ بولو گے تو اور کون سا وقت اس کے بولنے کا ہے۔ پس کسی مصیبت سے ڈر کر سچ کو ترک نہ کرو۔'' (انوار العلوم جلد ۱۰ صفحہ ۱۶)

○ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

''گیارہویں بات صدق مقال یعنی سچی بات کہنا ہے۔ یہ بھی بڑی بنیادی چیز ہے۔ کہتے ہیں جھوٹ کا بچہ ہوتا ہے۔ ایک دفعہ کوئی آدمی جھوٹ بول لے تو اس کا سلسلہ پھر پتہ نہیں کہاں تک چلتا ہے۔ اس کو چھپانے کے لئے ایک دوسرا جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ مگر جو آدمی سچ بول رہا ہوتا ہے اس کو تو جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں پڑتی کیونکہ اس کی تربیت کہیں کی کہیں پہنچ جاتی ہے۔'' (مشعل راہ جلد دوم صفحہ ۲۵۶)

نیز فرماتے ہیں: ''ہم حق چھوڑتے ہیں لیکن سچ کو نہیں چھوڑ سکتے۔ یہ جذبہ ہر احمدی کے اندر پیدا ہونا چاہئے اور سچ بولنے کی پختہ عادت ڈالنی چاہئے۔ یعنی سچ بولنا اس کی سوچ اور اس کی روح اور اس کے دماغ کا حصہ بن جانا چاہئے۔''
(مشعل راہ جلد دوم صفحہ ۲۵۷)

○ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں: ''سب سے پہلی بات سچ کی عادت ہے۔ آج دنیا میں جتنی بدی پھیلی ہوئی ہے اس میں خرابی کا سب سے بڑا عنصر جھوٹ ہے'' (خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۸۹ء بمقام بیت الفضل لندن)

پھر فرمایا ''اور یقین رکھیں کہ سچ کے بغیر کسی اعلیٰ قدر کی۔ کسی اعلیٰ منصوبے کی تعمیر ممکن نہیں ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ میں بچپن سے ہی سچ کی عادت ڈالنا اور مضبوطی سے اپنی اولادوں کو سچ پر قائم کرنا نہایت ضروری ہے۔ اور جو بڑے ہو چکے ہیں ان پر اس پہلو سے نظر رکھنا اور ایسے پروگرام بنانا کہ بار بار خدام، انصار اور لجنات اس طرف متوجہ ہوتے رہیں کہ

سچائی کی کتنی بڑی قیمت ہے..............." (خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۸۹ء بمقام بیت الفضل لندن)

○ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آیت "فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ" (حج آیت ۳۱) کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "بتوں کی پرستش اور جھوٹ بولنے سے پرہیز کرو۔ یعنی جھوٹ بھی ایک بت ہے۔ جس پر بھروسہ کرنے والا خدا کا بھروسہ چھوڑ دیتا ہے۔ سو جھوٹ بولنے سے خدا بھی ہاتھ سے جاتا ہے۔"
(الفضل انٹرنیشنل ۲۶ ستمبر ۲۰۰۳ء تا ۱۲ / اکتوبر ۲۰۰۳ء صفحہ ۴)

نیز فرماتے ہیں: "جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ روزمرہ کے معاملات میں توکل کی کمی بہت سی برائیوں میں اضافہ کا باعث بنتی ہے۔ مثلاً غلط بیانی ہے۔ جھوٹ ہے۔ جو انسان بعض دفعہ اپنے آپ کو کسی سزا سے بچانے کے لئے بول لیتا ہے۔ یا افسر کی ناراضگی سے بچنے کے لئے غلط بیانی ہے۔ یا جھوٹ سے کام لیتا ہے اور اس بات پر بڑے خوش ہوتے ہیں کہ دیکھو میں نے عدالت کو یا افسر کو ایسا چکر دیا اور اپنے حق میں فیصلہ کروالیا...... پس ہر احمدی کو ان باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے اور اس طریق پر چلنا چاہئے جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتائے اور جن کو اس زمانے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے عمل سے ہمارے سامنے رکھا۔" (الفضل انٹرنیشنل ۱۰ / اکتوبر ۲۰۰۳ء تا ۱۶ / اکتوبر ۲۰۰۳ء صفحہ ۷)

یہ حقیقت ہے سچ ہی تمام نیکیوں کا منبع ہے۔ اور سچ میں ہی تمام برکتیں ہیں۔

بقیہ از صفحہ ۱۸ :۔

ایمان لا کر خدائے واحد کے پرستار بن گئے پھر پچھلے چودہ سو سال میں ہر وقت ایسے انسان بکثرت موجود رہے ہیں جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس رسول عربی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے خدا ان سے کلام کرتا ہے۔ دعائیں سنتا اور مخالفین کے بالمقابل مدد کرتا ہے۔ لیکن افسوس عیسائیوں میں ایسا کوئی نہیں۔ اور تیرہ سو سال کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض اپنی امت میں سے ایک شخص یعنی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو وہ قرب الٰہی عطا کرتا ہے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں تشریف نہ لاتے تو یہ دنیا اندھیر ہو جاتی اور اپنے خالق پر ایمان لانا ہی چھوڑ دیتی کیونکہ دنیا کے شریر لوگ اتنے طاقتور نکلتے ہیں کہ وہ خدا کے پیغمبروں کو ہلاک کر دیتے ہیں حتیٰ کہ ابن اللہ جس میں خدائی طاقتیں ہونی چاہئیں کو صلیب پر چڑھا دیتے ہیں اور خدا کا وجود محض ایک خیالی وجود رہ جاتا۔ یہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں جنہوں نے زندہ خدا کا ثبوت فراہم کیا۔ محض زندہ ہونے کا نہیں بلکہ ایک واحد قادر و مقتدر خالق و مالک رحمان و رحیم ہونے کے بھی ثبوت فراہم کئے۔

الغرض حضرت عیسیٰؑ بقول عیسائیوں کے ایک ابن اللہ کے بالمقابل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر نبی اپنے معجزات۔ اپنی تعلیم اور اپنی فیض رسانی میں کائنات میں سب سے اونچا مقام حاصل کر گئے۔ آؤ۔ عیسائیو۔ ادھر آؤ۔ اس نبی امی کی غلامی میں شامل ہو جاؤ۔ اس کی دلی اطاعت کرو پھر دیکھو وہ روح القدس جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا۔ تم پر بہت زیادہ جلال و جمال سے نازل ہونے لگ جائے گا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

کوئی جو پاک دل ہووے دل و جان اس پہ قربان ہے
ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ

پیشۂ تجارت کی اہمیت وفضیلت

نظارت صنعت و تجارت کے زیر اہتمام مضمون نویسی کا ایک مقابلہ منعقد کیا گیا جس کا عنوان تھا ''ملازمت سے تجارت کیوں بہتر ہے'' اس مقابلہ میں عزیزم قیصر محمود طالب علم جامعہ احمدیہ کا مضمون اول قرار پایا۔ مضمون کا خلاصہ ہدیہ قارئین ہے۔

قرآن کریم میں جن چند پیشوں کا ذکر فرمایا ہے ان میں سے ایک تجارت بھی ہے۔سورۃ النساء میں فرمایا

(ترجمہ) ''اے ایمان والو!تم آپس میں ناجائز طور پر اپنے مال نہ کھاؤ۔ہاں یہ جائز ہے کہ (مال کا حصول) آپس کی رضا کے ساتھ تجارت کے ذریعہ ہو......''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت کی اہمیت وفضیلت کے ذکر میں فرمایا ہے۔حضرت رافع بن خدیجؓ بیان کرتے ہیں کہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ کون سا ذریعہ معاش بہتر ہے۔آپ نے فرمایا ہاتھ کی محنت، دستکاری اور صاف ستھری تجارت بہترین ذریعہ معاش ہیں۔(مسند احمد)

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچا اور دیانتدار تاجر نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کی معیت کا حقدار ہے (ترمذی ابواب البیوع)

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ تجارت کیا کرو کیونکہ رزق کے دس میں سے نو حصے اس میں ہیں (شرعۃ المنہاج)

انبیاء کا پیشہ: انبیاء کے حالات زندگی سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر انبیاء کا پیشہ ہاتھ سے کام کرنا یا تجارت تھا۔چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ہاتھوں کی کمائی سے بہتر کوئی روزی نہیں اللہ کے نبی حضرت داؤدؑ اپنے ہاتھوں کی کمائی کھاتے تھے۔(بخاری) نیز مسلم کی ایک حدیث میں ذکر فرمایا کہ حضرت زکریاؑ نجار یعنی بڑھئی تھے۔حضرت ادریس اور حضرت شیثؑ کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔(فتح الباری) حضرت اسماعیلؑ تیر بناتے اور فروخت کرتے تھے (شرعۃ السلام) حضرت لقمانؑ رسیاں بناتے اور فروخت کرتے تھے (احسن المحاضرہ) حضرت یحییٰؑ جوتوں کی تجارت کرتے تھے (حسن المقال)

یہ بات بہت معروف ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت کو ذریعہ معاش بنایا تھا۔حضرت خدیجہؓ نے آپ کی دیانت اور کامیاب تجارت کی بنا پر آپ کو شادی کا پیغام دیا تھا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ بھی تجارت کیا کرتے تھے۔حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کامیاب تجارت کے فن سے خوب واقف تھے۔ہجرت مدینہ کے فوراً بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ربیعؓ کو ان کا بھائی بنایا تو انہوں نے اپنے نصف مال حضرت عبدالرحمٰن بن

عوف کو دینے کی پیش کش کی لیکن آپ نے نہ لیا بلکہ بہت معمولی مال سے تجارت شروع کی اور خدا تعالیٰ نے اس میں اتنی برکت دی کہ آپ کی وفات پر ترکہ میں لاکھوں اشرفیاں اور بہت سا سونا موجود تھا۔ اسی طرح حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض بہت غریب صحابہ کو عملی طور پر تجارت شروع کروائی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کے ارشادات: سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”دیکھو دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جو اسلام قبول کر کے دنیا کے کاروبار اور تجارت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ شیطان ان کے سر پر سوار ہو جاتا ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ تجارت کرنی منع ہے نہیں

میرا مطلب اس سے صرف یہ ہے کہ جو بالکل دنیا ہی کے بندے اور غلام ہو جاتے ہیں گویا دنیا کے پرستار ہو جاتے ہیں ایسے لوگوں پہ شیطان اپنا غلبہ ⟵ پالیتا ہے دوسرے وہ لوگ ہوتے ہیں جو دین کی ترقی کی فکر میں ہو جاتے یہ وہ گروہ ہوتا ہے جو حزب اللہ کہلاتا ہے......

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل...... نے کتاب مرقات الیقین میں ایک شخص کے متعلق ایک واقعہ تحریر کیا ہے کہ وہ مکہ معظّمہ میں حج کے لئے گیا وہاں نہایت غربت کے عالم میں کسی شخص نے اسے بطور امداد چھ پیسے دے دیئے۔ اس شخص نے چھ پیسوں سے دیا سلائیاں خریدیں اور انہیں بیچنا شروع کر دیا۔ آخر یہ کاروبار آہستہ آہستہ بڑھاتے بڑھاتے وہ ایک بہت بڑا تاجر بن گیا۔ اس واقعہ کے آخر پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل...... فرماتے ہیں کہ اس سے مجھ کو اس حدیث کا مضمون صحیح ثابت ہوا جس میں ارشاد ہے کہ تجارت میں بڑا رزق ہے۔“ (ملفوظات جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۴۲)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی...... نے بار بار جماعت کو تجارت کی ترغیب دلائی اور کامیاب تجارت کے اصول بڑی وضاحت سے بیان فرمائے۔ اس کا ایک پہلو یہ تھا کہ ہندوستان کے مسلمان بالعموم چھوٹے چھوٹے کام کرنے کو عار سمجھتے تھے۔ آپ نے سب سے پہلے اس احساس کمتری کو دور کرنے کی باقاعدہ ایک مہم چلائی۔ وقار عمل کی تحریک دراصل اس مہم کا حصہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں: ”حضرت علی کے متعلق آتا ہے کہ آپ گھاس کاٹ کر بیچا کرتے تھے۔ ہم لوگ چاہے کس کی نسل سے ہوں مگر حقیقت تو یہی ہے کہ ہمارے اصل باپ دادے وہی ہیں خدا تعالیٰ نے انہیں علم عطا کیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب عطا کیا اور پھر آپ کی دامادی کا شرف اور پھر خلافت کے مقام پر فائز کیا۔ تصوف والوں کا آپ کو باپ دادا بنایا مگر انہیں جنگل میں گھاس کاٹ کر لانے میں بھی کوئی عار نہ تھی۔ پھر اگر ہم میں سے کوئی اس میں شرم محسوس کرے تو کتنی بڑی غلطی ہے“ (مشعل راہ جلد ا صفحہ ۲۵۴)

تجارت کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنا روپیہ تجارت میں لگانے کی ہمت رکھتا ہو۔ ایک بخیل انسان کامیاب تجارت کی طرف پہلا قدم بھی نہیں اٹھا سکتا۔ چنانچہ بخل کے نتیجہ میں مال و روک کر رکھنے کی قرآن کریم نے سخت مذمت کی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی...... فرماتے ہیں:

''یعنی وہ لوگ جو سونا یا چاندی جمع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اسے خرچ نہیں کرتے ایسے لوگوں کو تو دردناک عذاب کی خبر دے دے۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ جو شخص روپیہ کماتا اور اسے غلق میں بند کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اسے خرچ نہیں کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ ایسا شخص اسلامی نقطہ نگاہ سے مومن نہیں کہلا سکتا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مومن بھی اپنی تجارتوں کو بڑھاتا ہے اور اگر وہ اپنی تجارت کو ترقی نہیں دے گا تو اس کے پاس روپیہ کہاں سے آئے گا۔ روپیہ کمانے کے لئے ضروری ہے کہ تجارت اور صنعت کو فروغ دیا جائے۔ لیکن اگر تجارت یا صنعت کا یہ نتیجہ نکلے کہ انسان روپیہ جمع کرنا شروع کر دے اور بخل کا مرض اس میں اس قدر ترقی کر جائے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا اس پر گراں گذرنے لگے تو اسلامی تعلیم کے لحاظ سے وہ تجارت اور صنعت بالکل ناجائز ہو گی۔ وہی تجارت اور وہی صنعت جائز ہے جس کے نتیجہ میں بیکار روپیہ جمع نہ کیا جائے۔''

جب تک کوئی قوم تجارت میں ترقی نہیں کرتی وہ ہمیشہ دوسری قوموں کی غلام رہتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنے خطبات میں جماعت کو .... بار بار اس طرف توجہ دلائی کہ اگر اقتصادی غلامی سے نجات چاہتے ہو تو تجارت سے بہتر اور کوئی چیز نہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

''تجارت کے متعلق میں یہ مشورہ دینا چاہتا ہوں کہ اس امر سے مسلمانوں نے سب دوسرے امور کی نسبت زیادہ تغافل برتا ہے۔ تجارت بالکل مسلمانوں کے قبضہ میں نہیں ہے۔ اس کا ہر ایک شعبہ ہندوؤں کے قبضہ میں ہے اور اس کی وجہ سے مسلمان اقتصادی طور پر ہندوؤں کے غلام ہیں اور ان کی گردنیں ایسی بری طرح ان کے پھندے میں ہیں کہ وہ بغیر ایک جان توڑ جدوجہد کے اس سے آزاد نہیں ہو سکتے۔ آڑھت، صرافی، تجارت درآمد و برآمد، ایجنسی، انشورنس، بنکنگ، ہر ایک شعبہ جو تجارت کے علم سے تعلق رکھتا ہے اس میں وہ نہ صرف پیچھے ہیں بلکہ اس کے مبادی سے بھی واقف نہیں اور اس کے دروازے تک بھی نہیں پہنچے۔ صرف چند چیزیں خرید کر دکان میں بیٹھ جانے کا نام وہ تجارت سمجھتے ہیں اور ان چیزوں کے بیچنے اور خریدنے کا ڈھنگ ان کو نہیں آتا۔ وہ اس کوچہ سے نابلد ہونے کے سبب اس دیانتِ تجارت اور خُلق تاجرانہ سے جس کے بغیر تجارت باوجود علم کے بھی نہیں چل سکتی ناواقف ہیں۔

مسلم چیمبر آف کامرس کی تجویز پیش کرتے ہوئے فرمایا ''یہ بھی ضروری ہے کہ ایک مسلم چیمبر آف کامرس بنائی جائے تاکہ مسلمان تاجروں میں اپنی قومی کمزوری کا احساس ہو اور وہ ایک دوسرے سے تعاون کا معاملہ کرنے کے عادی ہوں۔ اسی چیمبر سے نظام مرکزی نہایت قیمتی مدد اپنے اغراض کے پورا کرنے میں لے سکتا ہے۔'' (انوار العلوم جلد ۹ صفحہ ۱۲۲،۱۲۳)

قوموں کی آزادی بھی تجارت ہی سے وابستہ ہے خواہ وہ اقتصادی آزادی ہو یا پوری قوم کی آزادی۔ اگر افراد یہ کوشش کریں کہ انہیں ملازمت اور نوکری مل جائے تو پھر وہ ہمیشہ دوسروں کے غلام ہی رہے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ...... فرماتے ہیں ''تیسری چیز تجارت ہے۔ اس کے لئے کوشش کرنی چاہئیے جب تک تجارتی غلامی سے نجات نہ ہو قومی

آزادی حاصل نہیں ہوتی۔تجارتی ترقی میں دوسروں کو ہم پر اعتراض کیوں ہو۔ہم ان کی ترقی پر کوئی اعتراض نہیں کرتے۔میں ہندوؤں کو یقین دلاتا ہوں کہ میں جو مسلمانوں میں تجارت اور دکانوں کے اجراء کی تحریک کچھ عرصہ سے کر رہا ہوں ہرگز یہ منافرت یا ان کو نقصان پہنچانے کے خیال سے نہیں۔میں بائیکاٹ اور پکٹنگ کا سخت مخالف ہو...... میری تجارت کی تحریک محض قوم کی اقتصادی اصلاح اور ترقی کے لئے ہے۔میں اس کو ضروری سمجھتا ہوں۔'' (انوار العلوم جلد ۱۰ صفحہ ۳۲)

اثر و رسوخ کا ذریعہ: اثر و رسوخ بھی تجارت ہی کے ذریعہ پیدا کیا جا سکتا ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی...... فرماتے ہیں:-

''ہماری جماعت کو اب تجارت کی طرف زیادہ توجہ کرنی چاہیے۔میں نے بارہا بتایا ہے کہ تجارت ایسی چیز ہے کہ اس کے ذریعہ دنیا میں بہت بڑا اثر و رسوخ پیدا کیا جا سکتا ہے۔ہمارے دو نوجوان افریقہ گئے۔ایک کو ہم نے کہا کہ تمہیں خرچ کے لئے ہم ۲۵ روپے ماہوار دیں گے۔مگر دوسرے سے کہا کہ تمہارے اخراجات برداشت کرنے کی ہمیں توفیق نہیں۔اس نے کہا۔توفیق کا کیا سوال ہے۔میں خود محنت مزدوری کر کے اپنے لئے روپیہ پیدا کروں گا۔سلسلہ پر کوئی بار ڈالنے کے لئے تیار نہیں۔ہم نے کہا یہ تو بہت مبارک خیال ہے۔اگر ایسے نوجوان ہمیں میسر آ جائیں تو اور کیا چاہیے۔چنانچہ وہ دونوں وہاں گئے اور انہوں نے پندرہ روپیہ چندہ ڈال کر تجارت شروع کی۔اب ایک تازہ خط سے معلوم ہوا ہے کہ وہی نوجوان جنہوں نے پندرہ روپے سے تجارت شروع کی تھی۔اب تک ہزار روپیہ...... چندہ دے چکے ہیں اور اپنا گزارہ بھی اتنی مدت سے عمدگی کے ساتھ کرتے آ رہے ہیں۔اسی قسم کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں اور اس ملک میں بعض نوجوان ہزار ہزار دو دو ہزار روپیہ کے ساتھ آئے اور وہ لاکھ لاکھ ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ کے مالک ہیں۔'' (خطاب فرمودہ ۲۸ دسمبر ۱۹۴۵ء)

وقف تجارت: حضرت خلیفۃ المسیح الثانی...... نے وقفِ تجارت کے سلسلہ میں تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

''...... جماعت کے نوجوان اپنے آپ کو اس رنگ میں سلسلہ کی خدمت کے لئے وقف کریں کہ مرکز کی طرف سے انہیں جہاں بھی تجارت کرنے کے لئے کہا جائے گا۔وہاں وہ جائیں گے...... تجارت ایک ایسی چیز ہے جس میں انسان بغیر کسی خاص سرمایہ کے بہت تھوڑی محنت کے ساتھ کامیاب ہو سکتا ہے۔جو لوگ اس طرف توجہ کریں گے وہ نہ صرف اپنے اور اپنے رشتہ داروں کے لئے روزی کا سامان پیدا کریں گے۔بلکہ دین کی خدمت کیلئے چندہ بھی دے سکیں گے اور سلسلہ کی اشاعت کو بھی وسیع کرنے کا موجب بنیں گے۔ضرورت ہے کہ ہماری جماعت کے نوجوان اس تحریک کی اہمیت کو سمجھیں اور اپنے آپ کو تجارت کے لئے وقف کریں اگر انہیں کام سیکھنے کی ضرورت ہوئی تو ہم کام سکھائیں گے۔انہیں تجارت کے لئے موزوں مقام بتائیں گے۔انہیں کارخانوں سے مال دلوائیں گے اور اگر کوئی مشکل پیش آئے گی تو اس کو دور کرنے کی کوشش کریں گے۔افریقہ میں ایسا ہی ہوا کہ بعض لوگ وہاں تجارت کے لئے گئے تو ہم نے اپنی ضمانت پر انہیں کارخانوں سے مال

باقی صفحہ ۴۷ پر

صبح نو کا پیامبر

وہ شخص کتنا عجیب سا ہے
جو اپنے حالات کے بھنور میں
چٹان بن کر کھڑا ہوا ہے
وہ نرم دل ہے
وہ نرم خُو ہے
وہ جب بھی کرتا ہے بات کوئی
تو ایسا لگتا ہے، اُس کے لب سے
نکلنے والی تمام باتیں
کھلی نگاہوں کو خواب دے کر
اُنہی کی تعبیر کے سفر پر رواں دواں ہوں
قدم وہ رکھتا ہے اس طرح سے
کہ برف گالوں پر یہ چل رہا ہو
دیارِ مغرب میں رہ کے بھی وہ
اِسی زمانے میں جبکہ ہر سُو
ہوائیں ظلمت کی چل رہی ہیں
وہ اک اکیلا، دیئے وفا کے جلا رہا ہے
ہجومِ جبر و ستم میں رہ کر، وہ امن کی باتیں بتا رہا ہے

وہ صبحِ نو کا پیامبر ہے
وہ خارِ نفرت کے چُن رہا ہے
گلاب لوگوں میں بانٹتا ہے
میرے زمانے کے سارے لوگو
میری سنو، مَیں جو کہہ رہا ہوں
وہ نرم خُو جب بھی بولتا ہے
تو زندگی میں اُلجھنے والی، تمام گرہوں کو کھولتا ہے
میری جو مانو...... تو مَیں بتاؤں
یہ اپنی دنیا کا جو خدا ہے
اُسی کی آنکھوں سے دیکھتا ہے
اُسی کے ہونٹوں سے بولتا ہے
میری دُعا ہے کہ ربِ عالم
اُسے بھی اپنا اماں میں رکھے
جہاں بھی جائے، جہاں رہے وہ
خوشی ہو کوئی، کہ غم کا لمحہ
اِس طرح وہ مسکرائے
کہ غم اسے نہ کوئی ستائے

خالد ربانی کینیڈا

حاصل مطالعہ

''بین الاقوامی برادری کے سامنے''

مرسلہ: منور احمد صاحب گلاسگو (سکاٹ لینڈ)

جناب ریٹائرڈ جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب اپنی خودنوشت ''اپنا گریبان چاک'' میں لکھتے ہیں:-

''اسی سال مجھے حکومتِ پاکستان نے اقوامِ متحدہ کے زیر اہتمام ''مذہبی عدم رواداری'' کے موضوع پر ایک سیمینار میں شرکت کے لئے جینوا (سوئٹزرلینڈ) بھیجا- مجھے احساس تھا کہ اس سیمنار میں پاکستان نے جو احمدی اقلیت سے متعلق قانون سازی کر رکھی ہے اس پر بین الاقوامی برادری کے سامنے کوئی نہ کوئی تسلی بخش جواب دینا پڑے گا- اس لئے میں نے وزارت خارجہ سے بریف مانگی- مگر وہ مجھے کچھ نہ دے سکے بلکہ جواب دیا کہ وزراتِ قانون سے پوچھوں- میں نے شریف الدین پیرزادہ صاحب سے رابطہ کیا- مگر وہاں سے بھی کوئی خاطر خواہ جواب نہ ملا- بالآخر میں نے سیمینار میں علامہ اقبال اور قائداعظم کے فرمودات کے حوالوں سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ بانیان پاکستان مذہبی رواداری سے متعلق کیا خیالات رکھتے تھے- مگر جینوا میں احمدیوں کا مشن بھی سیمینار میں ابزرور کے طور پر حصہ لے رہا تھا- انہوں نے مجھے احمدیوں سے متعلق جنرل ضیاء الحق کی مخصوص قانون سازی پر خوب لتاڑا بلکہ مجھ سے بین الاقوامی برادری کے روبرو اپیل کی کہ اپنی حکومت کو علامہ اقبال اور قائداعظم کے مذہبی رواداری سے متعلق اصول اپنانے کی تلقین کروں- میرا موقف یہی تھا کہ ہم نے یہ قانون سازی احمدی برادری کے خلاف نہیں بلکہ ان کے تحفظ کی خاطر کی گئی ہے- تاکہ وہ مسلم اکثریت کے غیظ وغضب کا نشانہ نہ بنیں- مگر بین الاقوامی برادری نے میرے دلائل مسترد کر دیئے اور اس مسئلہ پر جو بھی قرار دیں پاس ہوئیں سب کی سب پاکستان کے خلاف تھیں-

افسوس تو یہ ہے کہ جنرل ضیاء الحق کے زمانے ہی سے بین الاقوامی برادری میں پاکستان کا امیج مذہبی طور پر ایک تنگ نظر اور متشدد ریاست کے ابھرا- میرے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہ تھا کہ جب بانیان پاکستان کی نگاہ میں پاکستان کو ایک وسیع النظر اور روادار ریاست بننا تھا تو پھر مذہبی طور پر وہ تنگ نظر اور متشدد ریاست کیونکر بن گئی-''

(''اپنا گریبان چاک''، صفحہ ۱۹۱، ۱۹۲- سنگ میل پبلی کیشنز لوئر مال لاہور)

نصاب امتحان سہ ماہی سوم ۲۰۰۴ ۱- قرآن کریم پارہ ۲۹ نصف آخر ۲- کتاب ''لیکچر لاہور'' از حضرت مسیح موعود ۳- کتاب ''نظام نو'' از حضرت مصلح موعود نصف اوّل صفحہ ۱ تا صفحہ ۷۵ (قیادت تعلیم)

المہدی ہسپتال مٹھی (تھرپارکر - سندھ) میں

آئی یونٹ (Eye Unit) کی افتتاحی تقریب

منعقدہ ۱۴ دسمبر ۲۰۰۳ء

مجلس انصاراللہ پاکستان نے احمدیہ صد سالہ جوبلی کی مناسبت سے شکرانے کے طور پر ۱۷ مارچ ۱۹۹۸ء کو مٹھی ضلع تھرپارکر سندھ میں ایک ہسپتال بنا کر انجمن وقفِ جدید کے سپرد کرنے کی توفیق پائی۔ الحمدللہ

۲۰۰۳ء کے اوائل میں مجلس انصاراللہ ضلع کراچی نے المہدی ہسپتال میں ایک آئی کیمپ (Eye Camp) لگایا جس میں کراچی کے مشہور آئی سرجن مکرم ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب اور مکرم ڈاکٹر ظفر داؤد صاحب نے تقریباً ۴۰۰ مریضوں کا معائنہ کیا اور ادویات بھی مہیا کیں۔ اس موقع پر پر Eye Unit کی ضرورت شدت سے محسوس کی گئی کہ آنکھوں کے ہر قسم کے علاج بشمول سرجری کا بندوبست اس پس ماندہ علاقہ میں ہونا چاہئیے۔

اللہ تعالیٰ نے کراچی کے شعبہ وقفِ جدید اور مجلس انصاراللہ ضلع کراچی کی کوششوں اور ناظم ارشاد وقفِ جدید مکرم چوہدری مظہر اقبال صاحب کے تعاون سے اس Eye Unit کا قیام مورخہ ۱۴ دسمبر ۲۰۰۳ء کو عمل میں آیا۔ جس میں محترم شیخ مظفر احمد صاحب صدر انجمن وقفِ جدید (نمائندہ حضور انور) نے اس تقریب میں شرکت فرمائی۔

افتتاحی تقریب: مورخہ ۱۴ دسمبر دوپہر تک ربوہ، کراچی، میرپور خاص اور دیگر دور دراز علاقوں سے مہمان کرام کی ایک کثیر تعداد المہدی ہسپتال مٹھی پہنچ چکی تھی اس تقریب میں مکرم چوہدری مظہر اقبال صاحب ناظم ارشاد وقفِ جدید ربوہ، مکرم راجہ نصیر احمد صاحب ناظر اصلاح و ارشاد، مکرم امیر صاحب کراچی، مکرم امیر صاحب میرپور خاص، ناظم صاحب انصاراللہ علاقہ سندھ، ناظم صاحب انصاراللہ ضلع کراچی، مکرم شریف احمد بانی صاحب کراچی، مکرم ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب سرجن کراچی، مکرم جنرل سیکرٹری صاحب کراچی کے علاوہ ضلعی انتظامیہ کے اعلیٰ حکام بھی شامل تھے۔

اس موقعہ پر مکرم شیخ مظفر احمد صاحب ایڈووکیٹ امیر ضلع فیصل آباد نے حضور انور کے نمائندہ کی حیثیت سے تقریب کا افتتاح فرمایا۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب انچارج المہدی ہسپتال نے کارکردگی کی رپورٹ پیش کی اور بتایا کہ خدا کے فضل سے اب تک قریباً ڈیڑھ لاکھ مریضوں کا علاج کیا گیا ہے۔ ضلع کے قرب و جوار کے علاوہ دور دراز علاقوں سے مریض علاج کے لئے اس ہسپتال میں آتے ہیں۔ آنکھوں کے علاج کے لئے جدید آلات کا انتظام کیا گیا ہے اور پورے ضلع تھرپارکر میں ایسی سہولت میسر نہیں ہے۔ المہدی ہسپتال میں مکرم ڈاکٹر ظفر داؤد صاحب آف کراچی تشریف لاتے ہیں۔ مکرم ڈاکٹر طارق احمد صاحب نے کراچی میں ایک ماہ ٹریننگ کے بعد کام شروع کر دیا ہے۔ ڈاکٹر

صاحب نے تمام حاضرین کا بھی شکریہ ادا کیا۔ اوراس تقریب میں شرکت کرنے والے گورنمنٹ حکام کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا اور مکرم شریف احمد بانی صاحب آف کراچی کے لئے دعا کی درخواست کی جن کی اعانت سے یہ یونٹ قائم ہوا۔

محترم شیخ مظفر احمد صاحب ایڈووکیٹ نے اپنے خطاب میں بتایا کہ آج آئی یونٹ کا افتتاح ہے اور مکرم ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب آئی سرجن افتتاح سے پہلے ہی پانچ آپریشن کر چکے ہیں ان کے لئے دعا کریں اسی طرح یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس ہسپتال کو مثالی بنائے۔ بعدہٗ محترم شیخ صاحب نے اجتماعی دعا کرائی اور یہ تقریب اختتام کو پہنچی۔

تقریب کے اختتام پر جملہ حاضرین کو ظہرانہ دیا گیا اور نماز ظہر وعصر کے بعد احباب رخصت ہوئے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ۳۰؍اپریل تک ۱۰۰ سے زائد مریضوں کے آنکھوں کے کامیاب آپریشن کئے جا چکے ہیں۔

(رپورتاز: نعیم احمد خاں صاحب ناظم انصاراللہ علاقہ سندھ)

بقیہ از صفحہ ۱۸ :۔

ایمان لا کر خدائے واحد کے پرستار بن گئے پھر پچھلے چودہ سو سال میں ہر وقت ایسے انسان بکثرت موجود رہے ہیں جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس رسول عربی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے خدا ان سے کلام کرتا ہے۔ دعائیں سنتا اور مخالفین کے بالمقابل مدد کرتا ہے۔ لیکن افسوس عیسائیوں میں ایسا کوئی نہیں۔ اور تیرہ سو سال کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض اپنی امت میں سے ایک شخص یعنی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو وہ قرب الٰہی عطا کرتا ہے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں تشریف نہ لاتے تو یہ دنیا اندھیر ہو جاتی اور اپنے خالق پر ایمان لانا ہی چھوڑ دیتی کیونکہ دنیا کے شریر لوگ اتنے طاقتور نکلتے ہیں کہ وہ خدا کے پیغمبروں کو ہلاک کر دیتے ہیں حتیٰ کہ ابن اللہ جس میں خدائی طاقتیں ہونی چاہئیں کو صلیب پر چڑھا دیتے ہیں اور خدا کا وجود محض ایک خیالی وجود رہ جاتا۔ یہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں جنہوں نے زندہ خدا کا ثبوت فراہم کیا۔ محض زندہ ہونے کا نہیں بلکہ ایک واحد قادر ومقتدر خالق ومالک رحمان ورحیم ہونے کے بھی ثبوت فراہم کئے۔

الغرض حضرت عیسیٰؑ بقول عیسائیوں کے ایک ابن اللہ کے بالمقابل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر نبی اپنے معجزات۔ اپنی تعلیم اور اپنی فیض رسانی میں کائنات میں سب سے اونچا مقام حاصل کر گئے۔ آؤ۔ عیسائیو۔ ادھر آؤ۔ اس نبی امی کی غلامی میں شامل ہو جاؤ۔ اس کی دلی اطاعت کرو پھر دیکھو وہ روح القدس جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا۔ تم پر بہت زیادہ جلال وجمال سے نازل ہونے لگ جائے گا۔ اللّٰھم صَلِّ علٰی محمدٍ و علٰی اٰل محمدٍ

بقیہ از صفحہ ۲۴ :۔

○ ۲۱؍اپریل ۱۸۶۳ء کو بہاء اللہ نے مرزا آقا جان کاشی، نبیل اور عباس آفندی کو ''صبح ازل'' کے خلاف ایک منظم منصوبہ بروئے کار لانے پر مامور کیا اور جب ''صبح ازل'' بے دست و پا ہو گیا اور سرکردہ بابی حتّٰی کہ حروف حی ختم ہو گئے تو ۱۸۶۷ء میں بہاء اللہ نے مَنْ یُظْھِرُہُ اللّٰہ ہونے کا دعویٰ کیا۔ ۲۱؍اپریل ۱۸۶۳ء کو بہاء اللہ نے کوئی دعویٰ نہیں کیا۔ نہ ہی اس سلسلہ میں کوئی اعلان کیا گیا اور نہ ہی اس غرض کے لئے کوئی جلسہ ہوا۔ یہ سب افسانے اور بہائی ذہن کی بعد کی اختراعات ہیں جن کا مقصد بعض احادیث کو اپنے حق میں استعمال کرنا ہے۔ بہائی حقائق سے مغلوب ہوتے ہیں تو وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ

''حضرت بہاء اللہ کا یہ دعویٰ ہی نہیں ہے کہ وہ مسیح موعود ہیں۔''

اخبارِ مجالس

(۱) مجلس انصاراللہ کریم نگر، فیصل آباد

○ پروگرام سائیکل سفر:
مورخہ ۳ مئی ۲۰۰۴ء کو مجلس انصاراللہ کریم نگر فیصل آباد کے زیرِ اہتمام سائیکل سفر کا پروگرام منعقد ہوا۔ قافلہ نماز فجر کے بعد احمدیہ بیت الحمد سے پونے چھ بجے روانہ ہوا جس کی قیادت مکرم زعیم صاحب اعلیٰ صف دوم چوہدری نسیم احمد صاحب نے کی۔ خاکسار نے دعا کے ساتھ احباب کو روانہ کیا اور تحریک کی کہ وہ سفر کے دوران زیرِ لب درود شریف کا ورد کرتے رہیں۔

یہ قافلہ فیصل آباد کی شاہراہوں، بلال روڈ، چناب چوک اور باغ جناح روڈ سے ہوتا ہوا زرعی یونیورسٹی کے وسیع و عریض سبزہ زار میں پہنچا۔ بعد ازاں قریباً آدھ گھنٹہ وقفہ بعد ناشتہ دوبارہ روانگی ہوئی۔ ساڑھے ۱۴ کلومیٹر سفر طے ہوا جس میں ۱۴ انصار نے شرکت کی۔ الحمدللہ صحت جسمانی کا یہ پروگرام کامیاب رہا۔

(رپورٹ: حافظ محمد اکرم حفیظ صاحب زعیم اعلیٰ)

(۲) مجلس انصاراللہ مغلپورہ، لاہور

○ ریفریشر کورس مجلس عاملہ:
مجلس کے اراکین کا وفد یکم مئی ۲۰۰۴ء کو قائدین مجلس انصاراللہ پاکستان سے براہ راست ہدایات کے لئے زعیم اعلیٰ کی قیادت میں ربوہ پہنچا۔ جہاں ایک یوم قیام کے دوران قائدین نے اپنے اپنے شعبہ کی ہدایات دیں۔ اس میں مجلس مغلپورہ کے ۲۱ اراکین شامل تھے۔

○ ریفریشر کورس سائقین کرام: ۹ مئی ۲۰۰۴ء کو مذکورہ ہدایات کی روشنی میں سائقین کرام کا پروگرام ریفریشر کورس رکھا گیا۔ جس میں ۲۹ احباب شامل ہوئے۔

○ شعبہ صحت جسمانی کا اجلاس: ۲۱ مئی ۲۰۰۴ء کو انصاراللہ کے ایک اجلاس میں ہومیو پیتھک ڈاکٹر مبشر احمد اور مکرم ڈاکٹر لئیق احمد طاہر نے حفظان صحت پر لیکچر دیئے۔ خدام اور اطفال سمیت ۱۱۷ احباب نے استفادہ کیا۔

○ یوم خلافت: ۳۰ مئی ۲۰۰۴ء کو یوم خلافت کے سلسلہ میں اجلاس ہوا۔ جس میں خلافت کی اہمیت و اطاعت پر دو لیکچر ہوئے۔ اس پروگرام سے ۳۵۰ افراد نے استفادہ کیا۔ الحمدللہ یہ تمام پروگرام بخیر و خوبی انجام پائے۔

(رپورٹ: محمد سرور صاحب زعیم اعلیٰ)

نتیجہ امتحان انصاراللہ سہ ماہی اوّل ۲۰۰۴ء

۱۴۱۷ مجالس کے ۷۲۵۷ انصار نے امتحان میں شمولیت کی۔ نمایاں پوزیشنیں درج ذیل انصار نے حاصل کیں۔

اوّل: ۱۔مکرم مبارک احمد خاں کاٹھگڑھی دارالنصر شرقی، ربوہ ۲۔مکرم عبدالمنان محمود شاہکوٹی نارتھ کراچی

دوم: مکرم ملک محمود احمد اعوان گلشن اقبال شرقی کراچی

سوم: ۱۔مکرم منصور احمد لکھنوی گلشن اقبال شرقی کراچی ۲۔مکرم عبدالسلام ارشد اسلام آباد ۳۔مکرم محمد رفیق دارالبرکات ربوہ

خصوصی گریڈ حاصل کرنے والے انصار: ۔حسب ذیل ۱۴۷ انصار نے خصوصی گریڈ اے حاصل کیا۔

ربوہ: مکرم عبدالرشید طاہر، مکرم ناصر احمد (ناصر آباد شرقی)، مکرم شاہ محمد حامد گوندل، مکرم سعید احمد (طاہر آباد جنوبی)، مکرم حبیب اللہ شاد، (دارالنصر شرقی)، مکرم عبدالسمیع خاں، مکرم عبدالرشید منگلا، (دارالرحمت شرقی الف)، مکرم محمد اکبر خاں (باب ابواب)، مکرم راجہ محمد فاضل (نصیر آباد غالب) مکرم میاں عبدالغفور طور (دارالصدر غربی قمر) مکرم حکیم محمد نسیم (دارالنصر غربی الف حلقہ اقبال) مکرم منظور احمد خان (دارالعلوم غربی حلقہ خلیل) مکرم شریف احمد (دارالعلوم جنوبی احد) مکرم ماسٹر بشارت احمد (دارالعلوم وسطی) مکرم بشیر احمد شاہد (دارالصدر غربی حلقہ قمر)، مکرم امان اللہ سیّال (دارالصدر شمالی) مکرم چوہدری محمد حامد (دارالیمن شرقی)، مکرم حافظ عارف اللہ (دارالبرکات) مکرم پروفیسر محمد سلطان اکبر (دارالصدر غربی حلقہ قمر)

ضلع فیصل آباد: مکرم محمد اصغر عتیق، مکرم ڈاکٹر بشیر حسین تنویر، مکرم سیّد محمد یحیٰی، مکرم مرزا منظور احمد بیگ، مکرم جلال الدین اکبر، مکرم مظفر حسین (دارالحمد) مکرم میاں عبدالحفیظ (۱۰۸/ ج ب تلونڈی) مکرم نسیم احمد طاہر، مکرم اقبال مصطفیٰ، مکرم چوہدری احمد دین (دارالذکر،) مکرم مشتاق احمد ہاشمی (دارالنور) مکرم جہانگیر خاں (جھامرہ فیصل آباد)

ضلع لاہور: مکرم محمد سلیم اختر، سلطان پورہ، مکرم محمد اسحاق چوہدری، مکرم پروفیسر محمد رشید طارق، بیت الاحد، مکرم خالد مسعود خان مکرم مجید الرحمٰن (جوہر ٹاؤن) مکرم صوبیدار (ر) منیر احمد، مکرم نصیر احمد قریشی (غازی آباد مغلپورہ) مکرم چوہدری حبیب اللہ مظہر، مکرم لیفٹیننٹ کرنل (ر) نعیم احمد صدیقی (نشاط کالونی) مکرم ڈاکٹر عبدالشکور میاں (سمن آباد) مکرم عبدالسلام بنگوی، مکرم منیر الدین سیال، مکرم عبدالکریم خالد،، مکرم عبدالباسط خان، مکرم محمد ظفر اقبال ہاشمی، مکرم شمس الدین سیال، مکرم الیاس احمد (جوہر ٹاؤن) مکرم میجر محمد افضل خان (بیت النور ماڈل ٹاؤن)، مکرم چوہدری محمد سعید اشرف (مغلپورہ شمالی) مکرم کیپٹن (ر) ملک مبارک احمد (گرین ٹاؤن، ٹاؤن شپ حلقہ طاہر) مکرم چوہدری نثار احمد (ڈیفنس لاہور)، مکرم محمود احمد قریشی (سمن آباد) مکرم شمیم احمد صدیقی (بیت الاحد) مکرم ونگ کمانڈر محمد ذکریا داؤد (ڈیفنس لاہور)





راولپنڈی: مکرم ملک محمد عبداللہ ریحان (سول لائنز) مکرم میاں محمد اسلم شریف (سٹیلائٹ ٹاؤن حلقہ خیابانِ سرسیّد) مکرم رفیق احمد قریشی، مکرم مبارک احمد سیف، مکرم کیپٹن علم دین مشتاق (پشاور روڈ شرقی) مکرم وسیم احمد شاکر (واہ کینٹ راولپنڈی)

اسلام آباد: مکرم ایم اے لطیف شاہد (اسلام آباد وسطی) مکرم عبدالمنان فیاض، مکرم چوہدری مبارک علی حسنات (اسلام آباد شرقی) مکرم رفیق احمد سعید (اسلام آباد جنوبی) مکرم کرنل احسان پراچہ، مکرم محمد ظفر اقبال ہاشمی، مکرم محمد منظور احمد خان ایاز مکرم گروپ کیپٹن منیر احمد (اسلام آباد غربی) مکرم حمید الحامد حامد (اسلام آباد شمالی)

کراچی: مکرم انور علی بجہ (گلشن جدید ملیر) مکرم مبارک احمد ہاشمی، مکرم ذکاء اللہ ڈھڈی، مکرم مجیب احمد خان، مکرم مظفر احمد ملک، مکرم ریاض احمد شاد (ڈرگ کالونی)، مکرم صبغۃ اللہ کاہلوں، مکرم ملک طاہر احمد خان، مکرم عصمت اللہ صابر (محمود آباد) مکرم ملک محمد صدیق، مکرم محمود احمد وینس (کورنگی) مکرم حمید اللہ، مکرم مقبول الٰہی ملک، مکرم مرزا سعید احمد، مکرم محمد ظفر اللہ (ڈرگ کالونی گرین ٹاؤن) مکرم چوہدری ناصر احمد گوندل (النور وسطی) مکرم ڈاکٹر منور احمد، مکرم ملک خلیل احمد ناصر (گلستانِ جوہر گلشن اقبال شرقی، مکرم مجیب احمد ناصر مکرم مسّرت شمیم قریشی (النور) مکرم غلام سرور (کلفٹن) مکرم کرامت حسین مختار (اورنگی ٹاؤن) مکرم شعیب احمد ہاشمی (گلشن اقبال غربی) مکرم مسعود احمد ظفر (عزیز آباد) مکرم سلمان احمد شاہد (گلشن جامی) مکرم عبدالباری قیّوم شاہد (مارٹن روڈ) مکرم عبدالرشید سماٹری (عزیز آباد) مکرم جمیل احمد بٹ (کلفٹن)

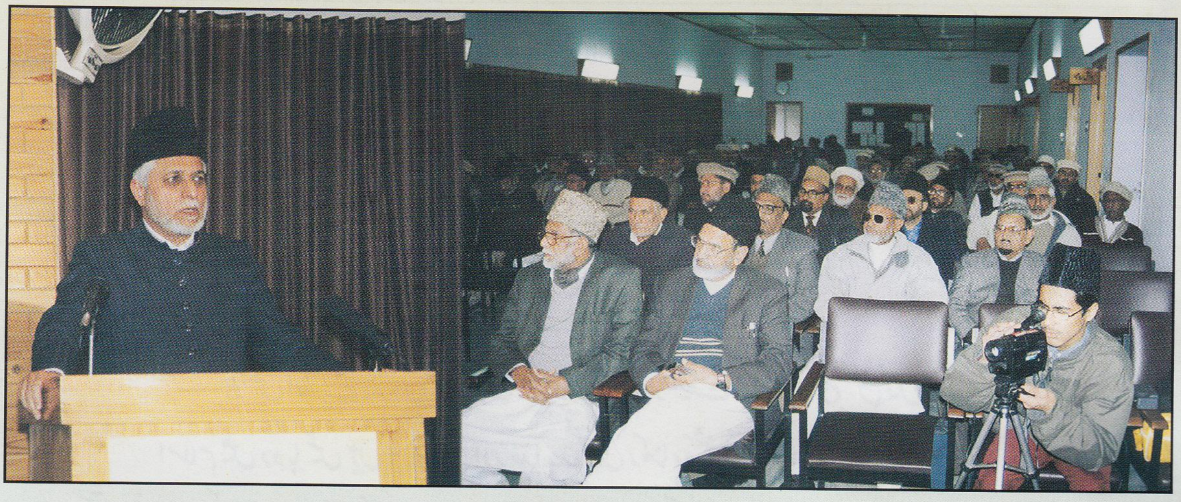
ملتان: مکرم ملک محمد لطیف، مکرم فضل الرحمٰن ملک (پاک عرب کھاد فیکٹری) مکرم احسان الٰہی ملک (حلقہ شاہ رکن عالم) مکرم سعید احمد سعید (بیت السلام ملتان غربی)

گجرات: مکرم بشارت احمد طاہر، مکرم چوہدری شفیق سلیم، مکرم میاں محمد صادق (کھاریاں) مکرم چوہدری فضل احمد (جسوکی)

پشاور: مکرم ڈاکٹر سیّد مسعود احمد شاہ، مکرم میاں نثار احمد، مکرم شمس الدین اسلم (حیات آباد)

متفرق: مکرم محمد سہیل ضیاء (منڈیالہ وڑائچ گوجرانوالہ) مکرم جاوید اقبال کاہلوں (۴۳۳ ج ب دھیرو کے ٹوبہ ٹیک سنگھ) مکرم محمد اکبر (۳۵۴/ج ب ٹوبہ ٹیک سنگھ) مکرم ڈاکٹر چوہدری ناصر احمد جاوید و مکرم میاں نذر محمد (حافظ آباد) مکرم محمد آصف گھمن (حاجی پورہ سیالکوٹ) مکرم مقبول احمد چوہدری، مکرم محمد ادریس فاروقی (بہاول نگر شہر) مکرم عبدالمجید زاہد (کنری میر پور خاص) مکرم محمود مجیب اصغر (اٹک) مکرم خواجہ مبارک احمد (کوٹری دادو) مکرم مظفر احمد ایڈووکیٹ (لاڑکانہ) مکرم بشیر احمد سنوری (ڈیرہ اسماعیل خان) مکرم عبدالرشید اعوان (بہاولپور شہر) مکرم محمد زاہد، مکرم عطاء الرحمٰن ناصر (ٹھٹھہ سندرانہ جھنگ) مکرم ڈاکٹر رشید احمد، (بھلوال سرگودھا) مکرم چوہدری انس احمد مبشر (جہلم شہر) مکرم منشی بشیر احمد (کریم نگر فارم میر پور خاص) مکرم مرزا خالد احمد (گوجرانوالہ شرقی) پروفیسر محمد ثناءاللہ (شیخو پورہ) شیخ سلیم الدین سیف صاحب (دنیا پور ضلع لودھراں) حکیم محمد افضل فاروقی (اوچ شریف ضلع بہاولپور) مسعود احمد لون چونڈہ ضلع سیالکوٹ)

مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ کی ایک علمی تقریب



محترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب تقریب سے خطاب کررہے ہیں



محترم صدر مجلس انصاراللہ پاکستان اور محترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب کے ساتھ عہدیداران مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ کا گروپ فوٹو

Monthly ANSARULLAH July 2004
Ph: 04524-212982
EDITOR: NASRULLAH KHAN NASIR Regd. # : CPL-34/CR-03

خدا کی مخلوق سے محبت خدا کی محبت کا ثبوت ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی......خطبہ جمعہ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۹ء میں خدا تعالیٰ اور اس کی مخلوق سے محبت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''......جو شخص اللہ کے بندوں سے محبت نہیں رکھتا۔ وہ درحقیقت خُدا سے بھی تعلق نہیں رکھتا۔

اسلام میں دو باتیں ہیں۔ بندوں اور خدا سے تعلق رکھنا، دشمنی رکھنا ادنیٰ ترین درجہ ہے۔ اور دشمنی و دوستی دونوں نہ رکھنا اس سے اوپر کا درجہ ہے۔ اور اس سے اوپر اور آخری درجہ ہے۔ خدا کے بندوں سے اخلاص اور محبت رکھنا، اور پھر اخلاص اور محبت کے بھی مدارج ہیں۔

قرآن شریف میں جو آتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی (النحل : ۹۱) درحقیقت یہ تینوں درجے بھی محبت کے ہیں۔ عدل بھی درجہ محبت ہے اور احسان بھی اور ایتاء ذی القربیٰ بھی۔ ان تینوں کو حاصل کرنا چاہئے۔

......اصل مقصود محبت و اخلاص ہے۔ بہت لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے۔ جو لوگ بے تعلق رہتے ہیں۔ وہ ثابت کرتے ہیں کہ ان کے دل میں خدا کی مخلوق کی محبت نہیں اور جو شخص خدا کی مخلوق سے محبت نہیں رکھتا وہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس کو خدا سے محبت ہے، جو شخص اعتصام بحبل اللہ کرتا ہے۔ ہو نہیں سکتا کہ وہ خدا کی مخلوق سے بے تعلق ہو۔ اور اس کی محبت نہ ہو۔ اور اس کے لئے دل میں ہمدردی نہ ہو۔ اگر کوئی شخص محبت الٰہی کا دعویٰ کرتا ہو اور خدا کی مخلوق کی محبت و ہمدردی سے خالی ہے۔ وہ ثابت کرتا ہے کہ اس کو اسلام اور تقویٰ سے چنداں تعلق نہیں۔ خدا کی مخلوق سے ہمدردی اور محبت اور خدا کی محبت دونوں ایک چیز ہیں۔ الگ الگ نہیں۔ ہدایت ملتی تب ہے جب خدا کی مخلوق کی انسان کے دل میں محبت ہو۔ جب یہ نہ ہو۔ تو ہدایت بھی نصیب نہیں ہوتی۔ اس کی ایک نظیر بھی نہیں مل سکتی، نہ نبی کی نہ ولی کی۔ ان کو خدا سے محبت تھی، اور اس کی مخلوق سے دشمنی۔ اور وہ لوگوں سے بے تعلق تھے، یہ ممکن ہی نہیں کہ ایک چیز سے واقعی پیار ہو، مگر اس کے متعلقین سے پیار نہ ہو۔ خدا سے جو محبت کرتا ہے، ممکن نہیں کہ خدا کی مخلوق سے نہ کرے۔ اگر وہ خدا کی مخلوق سے بے تعلق ہے۔ تو اس کے دل میں خدا کی بھی محبت نہیں۔''

(خطبات محمود جلد ۶ صفحہ ۳۰۳)